مسئلہ توحید

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
کی تصنیف

حُجَّةُ اللهِ البَالِغَة

کے باب التوحید، باب حقیقۃ الشرک اور باب اقسام الشرک
کا اردو ترجمہ اور ذیلی تعلیقات

www.KitaboSunnat.com

از افادات
مولانا سید داود غزنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ توحید

یعنی

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ

کی تصنیف

حجۃ اللہ البالغہ

کے باب التوحید، باب حقیقۃ الشرک اور باب اقسام الشرک

کا اردو ترجمہ اور ذیلی تعلیقات

www.KitaboSunnat.com

از افادات

حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱

شائع کردہ

جمعیت اہل حدیث، لاہور شہر

مطبع :- لاہور آرٹ پریس لاہور
تاریخ اشاعت ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ
مئی ۱۹۷۳ء

ملنے کا پتہ
مولانا محمد رمضان ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث

المکتبۃ
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن، لاہور
21407

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

پیش لفظ طبع اول	۹
پیش لفظ طبع ثانی	۵
پہلا باب :- (توحید)	۳
تمام نیکیوں کا سرچشمہ عقیدۂ توحید ہے	۱۳
مدارجِ توحید	۱۴
پہلا اور دوسرا درجہ	۱۴
توحید کا تیسرا درجہ	۱۶
توحید کا چوتھا درجہ	۱۷
کواکب پرست	۱۸
مشرکینِ عرب	۱۹
عیسائی	۲۲
دوسرا باب :- (حقیقتِ شرک)	
تدلّل، عظمت اور تدبیر کے مدارج	۲۴
شرک کس قسم کی غلطی کا نتیجہ ہے	۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتب

www.KitaboSunnat.com

دین میں تحریف کیسے شروع ہوئی	۴۲
مظنۂ شرک سے بچنے کا حکم	۵۵
اقسامِ شرک	۵۶
مظنہ ہائے شرک کی تفصیل	۵۸
غیر اللہ کو پکارنا	۶۲
اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دینا	۶۷
ارباباً من دون اللہ ٹھہرانا	۶۷
ایک اہم نکتہ	۶۹
غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرنا	۷۱
غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھانا	۷۵
بچوں کا نام رکھنے میں شرک	۷۶
زیارت گاہوں کا سفر	۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

(طبع ثانی)

"نفسِ ترجمہ" دیکھنے کو "حجۃ اللہ البالغہ" کے چند ابواب کا شستہ اور شگفتہ ترجمہ ہے لیکن حضرت مترجم کے ترجمہ نگارِ قلم اور علمی فوائد و نکات کی رو سے اسے ایک مستقل فاضلانہ تالیف بھی کہا جا سکتا ہے۔

مؤلفِ رسالہ مولانا سید محمد داؤد ۱۸۹۵ء میں بمقام امرتسر [illegible] پیدا ہوئے اور شعبان ۱۳۸۳ھ (دسمبر ۱۹۶۳ء) میں بمقام [illegible] انتقال فرما گئے [illegible]

غفر لہ و رفع درجاتہ۔

جید اساتذہ سے علومِ دین کی تحصیل و تکمیل کی۔ مثلاً آپ کے گرامی قدر والد مولانا امام عبد الجبار غزنوی۔ مولانا عبد الاول غزنوی [illegible] حافظ عبد اللہ غازی پوری اور مولانا سیف الرحمٰن مدرس مدرسہ فتح پوری (دہلی) وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہو کر اپنی آبائی درسگاہ، مدرسہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید الاسلام امرتسر) میں مسند تدریس سنبھالی ہی تھی کہ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت شروع ہوگئی جس میں دیوانہ وار شامل ہوگئے اور قید افرنگ کو متعدد دفعہ لبیک کہا۔ اس سلسلے میں ۱۹۲۱ء میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ سے گہرا تعلق پیدا ہوگیا جس کے نتیجے میں (متحدہ) ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کی تحریکوں میں چھبیس سال (۱۹۴۷ء) تک بھرپور حصہ لیا۔

علمی تبحر اور سیاسی سعی و عمل کے ساتھ ساتھ تحریر و تالیف کے ملکہ سے بھی موفق تھے جس کے جوہر اس وقت کھلے جب ۱۹۲۶ء میں آپ نے جریدۂ توحید (امرتسر) جاری کیا جو برصغیر کے ہفت روزوں میں (مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مجلات کے بعد) سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر تین چار سال تک ہی جاری رہ سکا۔

۱۹۴۷ء کے بعد پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے لئے علمائے کرام نے جو کوششیں کیں ان میں جماعت اہل حدیث کے نمائندے کی حیثیت سے مولانا نے بہت اہم خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۴۸ء میں "مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان" کے نام سے جماعت اہل حدیث کی ایک فعال تنظیم وجود میں آئی ۱۹۶۳ء (آخری دم) تک آپ ہی جس کے سربراہ رہے۔ اس دور کو جماعت اہل حدیث پاکستان کا درخشاں دور کہا جاسکتا ہے۔

"مسند توحید" کی تحریر و تسوید ۵ اب ۱۹۵۰ء میں جمعیت اہل حدیث لاہور کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی۔ فرمائی گئی اور اسے
جمعیت مذکورہ کو عنایت فرما دیا۔ انہی ایام میں اس کی اشاعتِ اوّل عمل میں
آئی جس کو ہر طبقہ کے اہل علم و تحقیق اور عوامی حلقوں میں نہایت پسند کیا گیا۔
پانچ سو نسخہ مرحوم و مغفور حاجی محمد اسحاق صاحب حنیف نے خرید کر بلا قیمت
تقسیم کیا چنانچہ توقع سے بہت کم مدت میں پہلی اشاعت ختم ہو گئی تھی اور شائقین
ایک مدت سے اس کی طبع ثانی کے منتظر تھے بنابریں بتوفیق الٰہی اس کو بارِ دگر
شائع کیا جا رہا ہے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ، حضرت کے نہ صرف اس صدقہ جاریہ کو
ان کے درجات عالیہ میں از دیاد کا موجب بنائے بلکہ دوسرے جاری کردہ
امورِ خیر کو بقائے دوام بخشے۔ آمین۔

جہاں تک معلوم ہو سکا ہے، حضرت مرحوم و مغفور، بعض تالیفی عزائم رکھتے
تھے۔ لیکن سیاسی اور تنظیمی مصروفیات کی وجہ سے وہ ارادے عمل میں نہیں آ سکے
تاہم "توحید" (امرتسر) اور "الاعتصام" کی فائلوں میں مختلف موضوعوں پر آپ کے
بہت سے مقالے اور فتاوی بکھرے پڑے ہیں۔ ضرورت ہے کہ انہیں یکجا شائع
کر دیا جائے۔ یہ ایک بڑی علمی اور جماعتی خدمت ہو گی۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ، کس کو اور کب
اس کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ بیدہ الامور کلہا وھو نعم المعین

ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ — ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

طبع اول

حجۃ الاسلام حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بلند پایہ اور شہرہ آفاق تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" میں جن مسائل پر بحث کی ہے اُن میں کا ایک اہم مسئلہ "مسئلۂ توحید" ہے حجۃ الاسلام نے مسئلۂ توحید کو جس تفصیل کے ساتھ اور اس کی مناسبت سے حقیقتِ شرک کو جس وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے وہ اہل علم اور اربابِ تحقیق کی نگاہ سے مخفی نہیں۔

اب تک "حجۃ اللہ البالغہ" کے چند مباحث کا بعض حضرات نے خاص ترتیب سے جمع کر کے اردو ترجمہ بھی شائع کر دیا ہے مثلاً عمرانیات و معاشیات پر حجۃ الاسلام نے جو پُر مغز بحث کی ہے وہ الگ کتابی شکل میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ لیکن مسئلۂ توحید اور حقیقتِ شرک پر انہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جس انداز سے قلم اٹھایا ہے اس کا جو تفصیلی تجزیہ کیا ہے وہ اپنی افادیت کے اعتبار سے اس قابل تھا کہ اسے سب سے پہلے شائع کیا جاتا۔ مگر اس طرف اب تک کسی نے عنانِ توجہ نہیں موڑی۔ شاید اس لئے کہ یہ اہم اور مفید کام جماعت اہلحدیث کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ سب نے اپنے اپنے حصّہ اور ذوق کے مطابق اس کے کسی نہ کسی مبحث کو اردو میں منتقل کر دیا۔ اب جمعیتِ اہلحدیث شہر لاہور کے "شعبۂ اشاعت" کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ وہ اپنے ذوق اور مسلک کی مناسبت کی بناء پر حجۃ اللہ البالغہ کے اس حصّہ کو اردو کے قالب میں ڈھال کر آپ کی خدمت میں پیش کرے اور یہ کس قدر توافق ہے کہ حجۃ اللہ البالغہ" کے مسئلۂ توحید کے حصّہ کو اردو کا جامہ پہنانے کا یہ شرف خاندانِ غزنویہ کے چشم و چراغ اور مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان کے صدر محترم مولانا سیّد داؤد صاحب غزنوی کو حاصل ہوا ہے یعنی توحید کے یہ انمول موتیوں کی لڑی ہندوستان کی ایک ممتاز شخصیت سے لے کر پاکستان کی دوسری شخصیت آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہے اور یہ دونوں ہی وہ شخصیتیں ہیں جن کے خاندان مسئلۂ توحید کے بیان کرنے کے صلہ میں مصائب و مشکلات میں مساوی مدرجہ پر قائم ہیں۔ اگر کوئی فرق ہے تو صرف یہ کہ پہلے خاندان کو ملک بدر نہیں کیا گیا اور دوسرے خاندان کو حکماً مجبور کر دیا گیا کہ وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر غزنی کی حدود سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر چلا جائے۔ چنانچہ خاندان غزنویہ کے تاجدارِ اوّل حضرت السید عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عقیدۂ توحید و اتباعِ سنّت کا پورا سرمایہ سمیٹ کر عازم ہند ہوگئے، خیر یہ داستان بہت طویل ہے اور ہمارے اس وقت کے میدان بحث سے خارج! اس موقعہ پر جو گذارش پیش کرنا مقصود ہے اس کا دائرہ حضرت حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک محدود ہے

جو لوگ حجۃ الاسلامؒ کے اندازِ تحریر سے واقف ہیں انہیں معلوم ہے کہ وہ بعض مقامات سے ایسا اشارہ کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اس کی تشریح بڑی طوالت کی محتاج ہوتی ہے۔ جب تک اس کی وضاحت نہ کی جائے بات مکمل نہیں ہو پاتی۔ اور پھر اس کی وضاحت کے لئے بات کا پھیل جانا ضروری ہوجاتا ہے۔ اسی بنا پر آپ کو کتاب کے متعدد مقامات پر ذیلی تعلیقات ملیں گے۔ ان میں سے چھوٹے بھی ہیں اور بڑے بھی! ہو سکتا ہے اسے بعض حضرات طوالت پر محمول کریں مگر شاہ صاحب کی بات کو اشارات و مختصرات کے پردہ سے نکالنے کے لئے وضاحتی تعلیقات کا سلسلہ ضروری تھا۔

بعض مقامات پر حضرت شاہ صاحب نے آیات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور بعض مقامات پر آیات کو مختصراً ذکر کیا ہے۔ ذیلی تعلیقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان آیات کو تمامہا نقل کرکے ان کا بامحاورہ ترجمہ بھی دے دیا ہے بعض مقامات پر حضرت شاہ صاحب کی دوسری تصانیف سے حوالہ جات نقل کرکے اس مضمون کی مزید وضاحت مولانا نے کردی ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ حضرت شاہ صاحب کے افکارِ عالیہ اردو زبان میں عام فہم پیرائے میں عوام تک پہنچا دیئے جائیں۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہماری یہ خدمت اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور خلقِ خدا کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظم

جمعیت اہلِ حدیث، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا وصلی اللہ علی سید البشر وافضل الرسل محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

پہلا باب
توحید

تمام نیکیوں کا سرچشمہ عقیدۂ توحید ہے

تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور ہر قسم کی خیر و صلاح کی جڑ عقیدۂ توحید ہے۔ اس لئے کہ رب العالمین کی اطاعت اور مخلصانہ بندگی کا دار و مدار کلیتہً اسی عقیدۂ توحید پر ہے اور رب العالمین کی مخلصانہ اطاعت ہی حقیقت میں سعادت انسانی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ پس انسانیت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور سعادتِ انسانی کے حصول کے لئے سب سے زیادہ مؤثر عملی تدبیر یہی عقیدۂ توحید ہے۔ اسی سے انسان کی توجہ عالمِ غیب یا عالمِ ملکوتی کی طرف پورے طور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر منعطف ہوتی ہے۔ جس سے اس کا نفس پاکیزہ ترین صورت میں عالم ملکوتی کی طرف ترقی کرنے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ اس کی اہمیت جتانے اور اس کی حیثیت واضح کرنے کے لئے کہ نیکی کے تمام اقسام و انواع میں توحید بمنزلۂ قلب ہے جس طرح جسم انسانی میں قلب کے بگڑ جانے سے سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور اس کے سنورنے سے سارا جسم سنور جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمومیت کے ساتھ فرمایا کہ جس شخص پر موت اس حالت میں آئے کہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یا یوں فرمایا کہ اللہ نے اس پر آگ حرام کر دی۔ یا یہ کہ اسے جنت سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اسی مضمون کو مختلف پیرایوں میں آپ نے بیان فرمایا۔ ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایتہً آپ نے بیان فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ اگر گناہوں کے انبار لئے ہوتے بھی مجھ سے ملے گا تو میں اتنی ہی مغفرت کے ساتھ اس سے ملوں گا۔

مدارجِ توحید

پہلا اور دوسرا درجہ

توحید کے چار درجے ہیں۔ ایک یہ کہ وجوب وجود[1] کو صرف اللہ تعالیٰ

---

[1] وجود کی تین قسمیں متکلمین نے بیان کی ہیں۔ واجب، ممکن، ممتنع۔ واجب الوجود وہ ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو اور اس کا عدم متصور نہ ہو سکے۔ ممتنع وہ ہے جس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے مخصوص مانا جائے اور اس کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھا جائے۔ دوسرے یہ کہ صرف اللہ ہی کو عرش، آسمانوں اور زمینوں اور تمام موجودات کا خالق مانا جائے۔

توحید کے یہ دونوں درجے ایسے ہیں جن پر آسمانی کتابوں میں بحث کرنے کی ضرورت پیش ہی نہیں آتی۔ اس لئے کہ یہود و نصاریٰ تو درکنار مشرکین عرب کو بھی ان سے اختلاف نہ تھا۔ قرآن عظیم میں نہایت تصریح کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ یہ دونوں مدارج توحید ان کے نزدیک بھی مسلم تھے۔

(بقیہ از صفحہ ۱۴) وجود متحقق نہ ہو سکے اور ممکن وہ ہے جو اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو اور اس کا عدم متصور ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کا معنی یہ ہوا کہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں اور اس کا عدم ناقابل تصور ہے۔

لہ جیسا کہ ارشاد ہوا (۱) وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ (الزخرف ۹)

"اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ غالب علم والے نے انہیں پیدا کیا ہے۔"

(۲) وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (العنکبوت ۶۱)

"اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے"

(۳) وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ (العنکبوت ۶۳)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمان کی طرف سے بارش کا پانی اتارا اور اس کے ذریعے سے زمین کو مر جانے کے بعد پھر زندگی بخشی تو وہ ضرور کہیں گے کہ وہ اللہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کا تیسرا درجہ

تیسرا درجۂ توحید یہ ہے کہ زمین و آسمان اور جملہ کائنات کی تدبیر و انتظام کو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی متعلق سمجھا جائے اور کسی کو تصرفاتِ کائنات و تدبیرِ عالم میں اس کا شریک نہ جانیں[1]

[1] قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر اس مرتبۂ توحید کا ذکر ہے جیسا کہ ارشاد ہوا :-

(۱) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (الاعراف ۵۴)

"یقیناً تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر قائم ہوا عرش پر۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سن لو! اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے حکم کرنا۔ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔"

(۲) اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ (الرعد)

"اللہ ہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمانوں کو جیسا کہ تم دیکھتے ہو اتنے اونچے بنائے پھر قائم ہوا عرش پر اور سورج اور چاند کو اپنے حکم کے ساتحت کام پر لگا دیا۔ ہر ایک مقررہ میعاد کے اندر گردش پوری کر رہا ہے وہ دنیا کے کاموں کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنی آیات تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے کا یقین کرو۔"

(باقی صفحہ آئندہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید کا چوتھا درجہ

اور چوتھا درجہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی عبادت کا مستحق نہ ٹھہرایا جائے۔ توحید کے یہ چاروں مرتبے آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

بقیہ فوائد از صفحہ

(۳) إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (یونس ۳)

"تمہارا پروردگار تو اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ پھر قائم ہوا عرش پر وہی ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش نہیں کر سکتا یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس اس کی عبادت کرو کیا تم غور نہیں کرتے"

("استواء علی العرش" اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ میں سے ایک صفت ہے۔ صفاتِ الٰہی کے متعلق یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ نصوصِ قرآن و حدیث میں کئی ایسے الفاظ حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جو مخلوق کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں جیسا کہ سمیع، بصیر، علیم اور متکلم۔ خالق و مخلوق میں مشابہت اور مماثلت نہیں "لیس کمثلہ شیئ" اسی طرح ان کی صفات میں مشابہت اور مماثلت نہیں۔ جس طرح ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ کلام فرماتا ہے جیسا کہ اس کی شانِ اقدس کے لائق ہے۔ اسی طرح استواء علی العرش کے متعلق بھی یہی ایمان ہونا چاہیے کہ "استوی کما یلیق بشانہ" جیسا اس کی شانِ ارفع کے لائق ہے۔ اسی طرح اسے "استوی علی العرش" سے متصف مانتے ہیں۔ اس کا ترجمہ اردو میں مشکل ہے۔ ہم نے شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ کو اختیار کیا ہے) مترجم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے درمیان ایسا طبعی رابطہ ہے کہ جو شخص تیسرے درجہ توحید کو مانے گا وہ پہلے دو درجوں میں بھی ثابت قدم رہے گا۔ یاد رکھو! اختلاف جو کچھ ہوا ہے انہی دو درجوں توحید میں ہوا ہے اور اختلاف کرنے والے متعدد فرقوں میں بٹ گئے ہیں فرقوں کی [illegible]

کواکب پرست [illegible]

یہ گروہ ستارہ پرستوں کا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ تارے اور سیارے [illegible] عبادت کے مستحق ہیں اور دنیا میں ان کی عبادت سے بڑے بڑے فوائد [illegible] کر سکتے ہیں اور اپنی حاجات و ضروریات [illegible] کرنا مفید سمجھتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ [illegible] کے حوادث اور انسان کی خوشی [illegible] بہت بڑا ہے۔ ان کی حرکات سے یہ [illegible] (اجسام) نہیں بلکہ مجرد (یعنی) ذات اور افعال [illegible] رکھتے ہیں اور وہ [illegible] عبادات کی [illegible] جن میں [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرکین عرب

مشرکین اس حد تک تو مسلمانوں سے متفق ہیں کہ بڑے بڑے امور کی تدبیر تو اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور تمام اہم امور کے فیصلے اسی کے اختیار میں ہیں اور کسی دوسری ہستی کو ان امور کے سرانجام دینے میں قطعاً کوئی دخل نہیں۔ لیکن ان کا گمان یہ ہے کہ ان سے پیچھے جو نیک لوگ گزرے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کر کے اس کے ہاں ایسا بلند مقام حاصل کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خلعت الوہیت سے سرفراز فرمایا ہے اور ان کو اس نے بعض امور میں تصرف کا اختیار دے دیا ہے۔ اسلئے اس کے مستحق ہو گئے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کی عبادت کریں۔ اس کی مثال وہ یوں دیتے ہیں جیسے کوئی شخص اپنے شہنشاہ کی خدمت بڑی جاں نثاری اور وفاداری سے سرانجام دے اور شہنشاہ اس کی مخلصانہ اطاعت گزاری سے خوش ہو کر اسے کسی خطہ مملکت کا نظم و نسق پورے طور پر اس کے سپرد کر دے تب اس خطہ مملکت کے لوگوں کا فرض ہو جاتا ہے کہ سب اس کی اطاعت کریں اور اس کے فرمانبردار ہو رہیں۔ اسی خیال کے تحت وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک ان بزرگوں کی عبادت بھی اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ بلکہ بعض لوگ تو اس حد تک بڑھ گئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدس اس قدر بلند و برتر ہے کہ ہم اس کی براہ راست عبادت سے اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے، اس تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ جو اس سے تقرب حاصل کر چکے ہیں ان کی جناب میں رسائی پیدا کر لی جائے۔ ان کے توسّل کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ممکن نہیں۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے اس عقیدہ کا ذکر یوں فرمایا ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى[1] ہم تو اس کی بندگی صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قریب پہنچا دیں۔

---

[1] پوری آیت یوں ہے: اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (سورہ زمر-۳)

"دیکھو! خالص عبادت اللہ ہی کے لیے زیبا ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز بنا رکھے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں گے۔ جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان کا فیصلہ کر دے گا۔ دوسری آیت میں یوں ارشاد فرمایا۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ یونس ۱۸)

"اور یہ مشرک خدا کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کا نہ کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ ان سے کہہ دو، کیا تم خدا کو ایسی بات بتاتے ہو جس کا وجود نہ آسمانوں میں نہ زمین میں کہیں معلوم ہوتا ہے وہ پاک ہے اور اس کی شان ان کے اس شرک سے بہت بلند ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ بزرگ سنتے ہیں، دیکھتے ہیں۔ اپنے پرستاروں کی سفارشیں کرتے ہیں، ان کی حاجت روائی اور مشکل کشائی میں مدد کرتے ہیں اور معاملات کی تدبیر انہی سے متعلق ہے۔

اسی خیال سے انہوں نے پتھروں کے بت ان بزرگوں کے نام پر بنائے اور ان بزرگوں کی ارواح کی طرف متوجہ ہونے کے لئے ان مادی صورتوں کو وسیلہ اور ذریعہ بنایا۔ اور بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ پچھلے لوگوں نے اپنے اسلاف سے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور ان بتوں کو ہی اصل سمجھنے لگ گئے اور خود انہی کو معبود اور حاجت روا قرار دے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان مشرکین کے باطل عقائد کی تردید میں کبھی تو اس

طرح جیسا کہ فرمایا (۱) لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفرقان ۲)

آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی اللہ کی ہے جس نے کسی کو نہ تو بیٹا بنایا اور نہ جس کا کوئی اس کی بادشاہی میں شریک ہے اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ پھر اسی نے اس کا ایک اندازہ ٹھہرایا۔ اور فرمایا:

(۲) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (سورہ فاطر۔۱۴)

"یہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ اسی کی حکومت ہے اور تم جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تنبیہ کی ہے کہ تمام کام اللہ ہی کے حکم سے سرانجام پاتے ہیں، اور وہی سب کا مالک اور اسی کے قبضہ قدرت اور تصرف میں سب کچھ ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں اور کبھی اس بنا پر ملامت کیا ہے کہ وہ محض پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرتے ہیں چنانچہ فرمایا:۔

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ، اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ، اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ، اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا (سورۃ اعراف۔ ۱۹۵)

"کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں، یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سنیں"

عیسائی

تیسرا گروہ عیسائیوں کا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کا درجہ انسانوں سے بہت بلند ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب حاصل ہے کہ انہیں بندہ قرار دینا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ عبدیت میں شریک کر دینا ان کی شان کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ سے جو قرب انہیں حاصل ہے[1]

---

[1] انہی خیالات کی تردید قرآن کریم نے ان الفاظ میں کی:۔

(۱) اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (زخرف ۶)

باقی صفحہ آئندہ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۱۲) عیسیٰ ابن مریمؑ تو بس ایک بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لیے ان کو اپنی قدرت کا نمونہ بنا دیا۔ اور فرمایا

(۲) لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ

(النساء-۱۷۲) "مسیح کو ہرگز اس سے عار نہیں کہ وہ خدا کے بندے ہوں اور نہ مقرب فرشتے (عبدیت سے) عار رکھتے ہیں۔"

سیرہ ابن ہشام اور دوسری مستند کتب سیر میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ جب مسلمان ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تو مشرکین مکہ نے ان کے خلاف اپنا ایک وفد بھیجا جو نجاشی بادشاہ حبشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مہاجر مسلمانوں کو ارض حبشہ سے نکلوا دینے کی کوشش کرے چنانچہ اس وفد نے بادشاہ حبشہ سے مسلمانوں کے خلاف جو کچھ کہہ سکتے تھے کہا لیکن بادشاہ نے ایک طرفہ بیان سن کر کوئی رائے قائم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مسلمانوں کو پیش کیا جائے چنانچہ دوسرے دن حضرت جعفر ابن ابی طالب کی قیادت میں مسلمان حاضر ہوئے حضرت جعفرؓ نے اسلام کے محاسن پر نہایت مختصر اور جامع تقریر کی۔ بادشاہ اس سے بہت متاثر ہوا۔ اور کفار کا وفد خائب و خاسر رہا۔ اس خفت کو مٹانے کے لئے کفار کے سرکردہ لوگ پادریوں سے ملے اور ان سے کہا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی بڑی توہین کرتے ہیں۔ ان کا تمہارے ملک میں رہنا ٹھیک نہیں۔ پادریوں کی وساطت سے پھر دوبارہ شاہ حبش کے دربار میں حاضری کا موقع حاصل کر لیا اور آخری بار یہ کہا "أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيمًا" "اے بادشاہ! یہ مسلمان عیسیٰ ابن مریم کے حق میں بڑی گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں" إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَبْدٌ "ان کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم بندے ہیں" اس شکایت کی بنا پر بادشاہ نے پھر حکم جاری کیا کہ مسلمانوں کو حاضر دربار کیا جائے۔ یہ سن کر مسلمان مہاجر پہلے تو گھبرائے مگر سب نے باہمی مشورہ سے یہ فیصلہ کیا کہ نقول واللہ ما قال اللہ وما جاءنا به نبينا كائنا فی ذالك ما هو كائن "خدا کی قسم ہم وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو ہمارے نبی کی تعلیم ہے (باقی صفحہ آئندہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۱۳) اس کے بعد جو کچھ ہونا ہے بیشک ہو۔" اس ایمان افروز فیصلہ کے بعد بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ بھی حضرت جعفرؓ نے گفتگو کی۔ اور اس سوال کہ "تم عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق کیا خیال رکھتے ہو؟" کے جواب میں فرمایا: "هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ" یعنی "حضرت عیسیٰ تو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی طرف سے ایک روح تھے اور اس کے کلمہ بشارت تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا۔" یہ جواب سن کر نجاشی نے کہا۔ خدا کی قسم جو کچھ تم عیسیٰ بن مریم کے متعلق کہا اس میں اور عیسیٰ کی تعلیم میں ایک تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے اور حکم دیا کہ کفار کے تحائف واپس کر دو۔"

یہ جواب سن کر پادری بہت برہم ہوئے لیکن نجاشی نے حق کے مقابلہ میں ان کی کوئی پرواہ نہ کی معلوم ہوا کہ اہلِ باطل ہمیشہ اور ہر جگہ انبیاء کے حقیقی مقام کے بیان کرنے کو انبیاء کی تنقیص اور بے ادبی پر محمول کرتے تھے اور اہلِ حق نے ہمیشہ انبیاء کے حقیقی مقام کے بیان کرنے کو انبیاء کی حقیقی تعظیم سمجھا۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر قرآن کریم نے تقریباً تمام اولوالعزم انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے ان کے لئے "عبد" کا لفظ استعمال کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا: "ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (بنی اسرائیل۔ ۳) یعنی "حضرت نوح ہمارے شکر گزار بندے تھے۔"

حضرت لوط اور حضرت نوح علیہما السلام کی بیویوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ" "یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ "اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (یوسف ۲۴) یوسف ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا: "وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ (ص۔ ۱۷) ہمارے بندے داؤد کا ذکر کرو جو صاحبِ قوت تھے اور خدا کی طرف بڑے رجوع کرنے والے تھے۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق فرمایا: نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (باقی آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ص - ۳۰) سلیمان بہت اچھے بندے تھے اور وہ خدا کی طرف بڑے رجوع کرنے والے تھے" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر عبدیت کے ساتھ شروع کی آیت میں آچکا ہے۔

نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا: "وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ" (بقرہ - ۲۳) اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہے تو اس طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ۔"

اور فرمایا: "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى" (بنی اسرائیل - ۱) "وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا۔

اور اسی معراج کے ذکر میں فرمایا: "فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ" (النجم - ۱۰) "پھر خدا نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جو وحی کی سو کی۔"

اور دشمنوں کے مقابلے میں آپ کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ" (الزمر - ۳۶) کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں اور یہ آپ کو غیر سے ڈراتے ہیں۔"

جس طرح عیسائی پادریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عبدیت کی نسبت کو بے ادبی تصور کیا اور اُن کے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کفار مکہ کے وفد نے ان کو اور حکومت حبش کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی شان میں بڑی گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں، ٹھیک اسی طرح مشرکین عرب نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا کہ یہ ہمارے الٰہ (بتوں) کا ذکر بے ادبی سے کرتے ہیں:-

"وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ" (انبیاء - ۳۶)

یعنی یہ کافر جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر برائی سے کیا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ خود رحمٰن کے نام سے منکر ہیں۔ حنیف

(باقی صفحہ آئندہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۱۵)

یہ ہے کہ قرآن کریم کا ارشاد یہ تھا کہ (جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو گالی نہ دو۔ ورنہ یہ بھی خدا کی شان میں بے ادبی کریں گے (انعام۔ ۱۰۸) اسی طرح مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی یا بے ادبی نہ کی تھی۔ بلکہ ان کے حقیقی مقام نبوت و عبدیت کا اظہار کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان کے کمالات نبوت کا بھی اعتراف کیا تھا اور یہود نے جو الزامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام پر لگائے تھے ان کی پرزور تردید کر کے ان کی عفت پاکدامنی اور طہارت کا اعلان کیا تھا۔ لیکن بایں ہمہ عیسائی پادریوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بندہ کہہ کر ان کی بے ادبی کی ہے۔ اسی طرح آج کل دیہات کے بعض عوام یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ یا بشر کہنا حضورؐ کی بے ادبی کرنا ہے (معاذ اللہ) اگرچہ قرآن کریم نے آپ کو عبد کہہ کر بارہا پکارا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضورؐ تمام انبیاء کے سردار بلکہ تمام مخلوق سے افضل اور برتر ہیں اور آپ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں لیکن بایں ہمہ آپ اللہ کے بندے ہیں۔ مگر پھر بھی نہ صرف جاہل عوام بلکہ ان کے مولوی بھی یہی کہتے ہیں کہ ایسا کہنے والے حضورؐ کی بے ادبی کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے عیسائیوں کے پادری اور یہ مولوی ایک ہی ذہنیت کے مالک اور انبیائے کرام کے حقیقی مقام سے بے خبر ہیں۔

قرآن مجید نے اس مضمون کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر خدا کے برگزیدہ رسول نے اس بارہ میں امت کو مخاطب کر کے یہ فرما دیا۔ "لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم فانما انا عبد اللہ، فقولوا عبد اللہ ورسولہ" (یعنی) جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کے حق میں غلو کیا۔ اس طرح میرے حق میں غلو نہ کرنا۔ میں اللہ کا بندہ ہی ہوں، اس لئے مجھے یہ کہو "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول" اور یہی امت کا کلمہ شہادت قرار دیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۱۴) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور ہر نماز میں ہر دو رکعت کے بعد کلمۂ شہادت کے پڑھنے کو ضروری قرار دیا۔ اسی حقیقتِ کبریٰ کی طرف حضرت شاہ صاحب نے زیرِ عنوان شرک کس قسم کی غلطی کا نتیجہ ہے؟ راہنمائی فرمائی کہ "ہر نبی جو کسی قوم میں مبعوث ہوا۔ اس کے ذمہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ فرض عائد کیا گیا کہ لوگوں کو شرک باللہ کی حقیقت سمجھائے اور توحید کی اس طرح تعلیم دے کہ خداوند تعالیٰ کا بالا و برتر مقام واضح طور پر اس ذاتِ اقدس کے لئے مخصوص ہو جائے" اور کیا خوب فرمایا ہے امام ابنِ تیمیہؒ نے کتاب الاستغاثہ میں۔ "جب گفتگو اللہ تعالیٰ کی توحید اور غیر اللہ سے خصائص الوہیت کی نفی کے سلسلہ میں ہو تو یہ جائز نہیں کہ کہا جائے کہ اس سے انبیاء کرام کی بے ادبی ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مقام سب سے بلند اور برتر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں سب سے بڑھ کر تاکید فرمانے والے تھے جیسا کہ حدیث لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی میں ذکر ہو چکا ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "ماشاء اللہ وماشئت" "جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔" آپ نے فرمایا "اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا" "کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا ہے کہو "مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ" جو صرف اللہ چاہے (نسائی) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھائی طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حکم دیا "لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد ولکن قولوا ما شاء اللہ (ابن ماجہ)

(بقیہ صفحہ ۱۸ پہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۲۷) دیکھو یہ مت کہا کرو کہ جو اللہ چاہے اور محمدؐ چاہے بلکہ یہ کہا کرو جو صرف اللہ چاہے۔" اور مسند امام احمد میں مروی ہے کہ ایک قیدی آپ کے سامنے پیش کیا گیا اس نے کہا۔ "یا اللہ میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور محمدؐ کے آگے توبہ نہیں کرتا ہوں۔ آپ نے اسے بے ادبی پر محمول نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا عَرَفَ الْحَقَّ لِاَهْلِہٖ "جس کا حق تھا اس نے اسے پہچان لیا۔" ایک دوسری حدیث میں اس مضمون کو آپ نے کس وضاحت سے بیان فرمایا۔" ایک دیہاتی حاضر خدمت اقدس ہوا اور اس نے عرض کیا کہ خشک سالی سے لوگ بڑی مصیبت میں ہیں آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے اور یہ کہا۔" اِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ "ہم آپ کی سفارش اللہ کے حضور میں چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور یوں ارشاد کیا وَيْحَكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُسْتَشْفَعُ بِهٖ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ شَانُ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ۔" افسوس ہے تجھ پر دیکھو! اللہ تعالیٰ کی سفارش کسی مخلوق کے سامنے پیش نہیں کی جاتی اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے (ابوداؤد) اور اسی طرح حدیث افک میں بہ تصریح مذکور ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل ہوئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اس کی اطلاع دی تو حضرت عائشہ کی والدہ نے ان سے کہا۔" اٹھو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ لَا اَحْمَدُہٗ وَلَا اِيَّاكُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ اَنْزَلَ بَرَائَتِيْ "نہ میں حضور کا شکریہ ادا کرتی ہوں نہ اپنے والدین کا۔ میں تو اس اللہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے میری برأت میں آیات نازل فرمائیں۔ (صحیحین) حضرت عائشہ کے اس فقرہ کو نہ تو آپ نے نہ حضرت ابوبکرؓ نے بے ادبی پر محمول کیا اور نہ کسی اور نے آج تک یہ کہا کہ حضرت عائشہ کی طرف سے بے ادب تھا بلکہ امام بیہقی نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جہاں (باقی صفحہ ۱۹ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ صفحہ ۱۸) ؎ضرب یہ روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت عائشہؓ کے اس قول کو ذکر کے اپنے شیخ عبداللہ بن مبارک سے کہا: "انی لا ستعظم هٰذا القول" "میں تو اس گفتگو کو بے ادبی پر محمول کرتا ہوں"۔ تو عبداللہ بن مبارک نے فرمایا "ولّت الحمد لأهله" حضرت عائشہؓ نے اس کا شکریہ ادا کیا جو اس کا مستحق تھا"۔ اور غزوہ تبوک عمداً نہ جانے والے معتبر صحابی حضرت کعب بن مالک کی توبہ جب اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب سے فرمایا "اے کعب تجھے مبارک ہو، جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے آج سے بہتر کوئی دن تجھ پر نہیں گزرا، تیری توبہ قبول ہو گئی"۔ تو کعب عرض کرتے ہیں: "أمن عند الله أم عندك قال بل من عند الله" "کیا یہ توبہ کی قبولیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا آپؐ کی طرف سے؟ آپؐ نے فرمایا بلکہ اللہ کی طرف سے ہے (صحیحین) ظاہر ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعب کی توبہ قبول فرماتے تو وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہوتی۔ لیکن اس موقعہ پر قبولیتِ توبہ کا فعل آپؐ کی طرف سے ظہور پذیر نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی اور آپؐ نے فرض رسالت ادا کرتے ہوئے کعبؓ کو اطلاع دی۔ مگر آج تک کبھی کسی نے حضرت کعبؓ کے اس سوال کو بے ادبی پر محمول نہیں کیا۔

غرض اللہ کے رسول دوسروں کے ساتھ عبدیت (بندۂ خدا ہونے) میں شریک ہیں اور ان کی طرف عبدیت کی نسبت بے ادبی نہیں۔ البتہ وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز اور ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اس لحاظ سے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اپنی وحی کے لیے منتخب فرمایا اور نبوت و رسالت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ اور اس ذات سے جو قرب ان کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسے غلط اور مہمل قرار دیتا ہے۔ اس بنیادی عقیدہ کے بعد وہ فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ نے حضرت مسیحؑ کے اس درجۂ قرب کی تعبیر کے لئے لفظ "ابن اللہ" پسند کیا، اس اعتبار سے کہ باپ اپنے بیٹے پر خاص عنایت رکھتا ہے اور اپنی آنکھوں کے سامنے اس کی تربیت کرتا ہے۔ اور بیٹے کو باپ سے بڑا قرب ہوتا ہے اور ہر شخص سمجھتا ہے کہ بیٹے کا مرتبہ غلاموں سے برتر ہوتا ہے۔ اس لئے اس درجۂ قرب کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح کے لئے ابن اللہ کی تعبیر موزوں ہے۔ دوسرے فرقہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے "اللہ" کا نام زیادہ مناسب سمجھا کیونکہ اس فرقہ کے نزدیک خود اللہ تعالیٰ ان کے اندر حلول کر گیا تھا۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح خدا کی ذاتِ اقدس کے مظہر بلکہ اوتار ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس بنا پر ان سے وہ آثار ظاہر ہوتے تھے جو کبھی کسی بشر سے ظاہر نہیں ہوتے۔ مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا، مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مار کر اڑا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا وغیرہ۔ اس لئے اس فرقہ نے یہ رائے قائم کر لی کہ مسیح کا کلام خدا کا کلام ہے۔ اور ان کی عبادت خدا کی عبادت ہے۔ اس کے بعد جو لوگ آئے وہ درجہ تشبیہ تو بھول گئے یا سمجھ نہیں سکے اور ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی معنوں میں سمجھنے لگے یا یہ عقیدہ بنا لیا کہ حضرت مسیح ہر لحاظ سے واجب الوجود حق تعالیٰ ہیں۔ اسی لئے حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کہیں تو یہ ارشاد فرمایا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ

(انعام ۱۰۱)

اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کی بیوی نہیں ہے۔"

اور کبھی اس عقیدے کا ذکر کر کے اپنی شانِ کبریائی کی طرف توجہ دلائی۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔" (بقرہ ۱۱۷)

"وہ تو آسمانوں اور زمین کو عدم محض سے وجود میں لانے والا ہے۔ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو حکم دیتا ہے پس وہ کام ہو جاتا ہے۔"

الغرض قوموں کے پاس بہت لمبے چوڑے دعوے اور عجیب و غریب خرافات ہیں جو الٰہی علوم سے مخفی نہیں اور چونکہ توحید کے نہایت قوی وجود نو مراتب کے نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ تمام گمراہیاں پیدا ہوئی تھیں اس لئے قرآن کریم نے تمام تر انہی سے بحث کی ہے اور کافروں کے ایک ایک شبہ کو پورے شرح و بسط کے ساتھ رد کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

حقیقتِ شرک

سب سے پہلے عبادت کا مفہوم سمجھ لو، عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے سامنے انتہا درجہ کا تذلل ظاہر کرنا، اس انتہائی تذلل کا اظہار کمتر درجے کے تذلل کے مقابلہ میں بڑھا ہوا ہے دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا، یا تو وہ ظاہری صورت کے لحاظ سے ہوگا۔ مثلاً کسی کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اور اس سے بڑھ کر تذلل کسی کے سامنے زمین پر پیشانی رکھ دینا یعنی سربسجود ہونا۔ پھر نیت کے لحاظ سے ہوگا۔ مثلاً ایک فعل میں اس تعظیم کی نیت کی جائے جو بندے اپنے خالق ومالک کی کرتے ہیں اور دوسرے فعل میں اس تعظیم کی نیت جو رعیت اپنے بادشاہ کی کرتی ہے اور تیسرے فعل میں اس تعظیم کی نیت جو شاگرد اپنے استاد کی کرتے ہیں۔ ان دو کے سوا تیسری کوئی شق نہیں ہے اور جبکہ یہ ثابت ہے کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو اور برادرانِ یوسف نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا، اور سجدہ تو تعظیم کی صورتوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کی صورت ہے تو معلوم ہوا کہ تعظیم کے مدارج کا یہ امتیاز دراصل نیت ہی کی بنا پر ہے۔ یہاں ہمارا اصل مسئلہ ابھی تشنۂ تکمیل اور محتاجِ تفصیل ہے، لہٰذا ہم اس مسئلہ کو خوب منقح کر کے پیش کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذلّل، عظمت اور تدبیر کے مدارج

تذلّل کی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص کسی کے مقابلہ میں اپنے تذلّل کا اظہار کرتا ہے وہ اپنے اندر ضعف و بیچارگی اور اُس کے اندر قوت و عظمت دیکھتا ہے، اسی طرح وہ اپنے آپ کو اُس کے سامنے پست اور حقیر سمجھتا ہے اور اس میں عظمت اور بزرگی پاتا ہے، نیز یہ کہ وہ اپنے اندر انقیاد اور اطاعت پیدا کرتا ہے اور اُس کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کو مجھ میں ہر طرح کے تصرّف کا اختیار ہے اور اس کا حکم مجھ پر نافذ ہے پس تذلّل کی حقیقت یہ ہے کہ وہ قوت کے مقابلہ میں ضعف و بے چارگی، عظمت و شرف کے مقابلہ میں خست و حقارت اور تدبیر و نفاذِ حکم کے مقابلہ میں انقیاد و اطاعت ہے

اب دیکھو کہ قوت و شرف اور تدبیر اور ایسے ہی دوسری بڑائیوں اور عظمتوں کے متعلق انسان کے تصورات کیا ہیں۔ اگر اس میں کچھ بھی سوجھ بوجھ ہے تو وہ لا محالہ اپنے اندر اس امر کا احساس پاتا ہے کہ ان تمام عظمتوں اور بڑائیوں کے دو مرتبے ہیں۔ ایک مرتبہ تو وہ ہے جو انسان یا انسان جیسی مخلوق (جو اپنے وجود کے لئے خالق کی محتاج ہے) کے لائق ہے اور دوسرا مرتبہ یا تو اس ہستی کے لائق ہے جو تمام دنیا کو پیدا کرنے والی اور ہر قسم کے احتیاج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بالاتر ہے یا انسان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے جس کو اس بالاتر ہستی کی طرف سے کچھ کمالات حاصل ہوں۔ مثال کے طور پر علم غیب کو لے لو، انسان اس کے دو درجے قرار دیتا ہے۔ ایک وہ جو مقدمات کو ترتیب دے کر نتیجہ کے طور پر حاصل کیا جائے یا فطری ذہانت کے ذریعے کوئی بات ظہور سے پہلے سمجھ لے، یا خواب میں کوئی ایسا واقعہ جو ابھی پردۂ غیب میں ہے دیکھ لے، یا الہام کے ذریعہ اس کو علم ہو جائے، اس قسم کے علم غیب کو انسان اپنے لئے ممکن الحصول سمجھتا ہے۔ دوسرے مرتبہ کا علم غیب وہ ہے جو کسی دوسرے سے نہ حاصل کیا جائے، نہ اس علم غیب کے حصول کے لئے کسی اکتساب اور کوشش کی ضرورت ہو، غرض وہ علم جو ذات عالم الغیب کا ذاتی ہو اور اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے ذریعے کا محتاج نہ ہو (جیسا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا علم ہے[۱])

---

[۱] جیسا کہ فرمایا (۱) وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورہ انعام ۵۹)

"اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا"

(۲) قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

(سورہ نمل ۶۵)

"کہہ دو کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں کسی کو غیب کا علم خدا کے سوا نہیں"

(۳) قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي

(بقیہ بر صفحہ ۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۲۴) اَمَدًا، عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن ۲۵-۲۷)

"کہہ دو جس دن کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ عنقریب آنے والا ہے یا میرے پروردگار نے اس کی مدت دراز کر رکھی ہے غیب کا علم اسی کو ہے اور کسی پر وہ اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا مگر جس پیغمبر کو وہ چاہے اس کو غیب کی کوئی بات بتا دیتا ہے۔"

پہلی آیت میں لفظ "مفاتح" کو بعض مفسرین "مَفتَح" کی جمع بیان کیا ہے۔ اس لحاظ سے "مفاتح الغیب" کا ترجمہ "غیب کے خزانے" ہوگا اور بعض نے "مِفتح" (کسرِ میم کے ساتھ) کی جمع قرار دی ہے، اس طرح "غیب کی کنجیاں" ہوگا۔ حاصل دونوں کا ایک ہی ہے کہ غیب کے خزانے اور ان کی کنجیاں صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی ان میں سے جس خزانے کو جس وقت اور جس قدر چاہے اپنے کسی رسول پر بذریعہ وحی کھول دے۔ کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اپنے حواس وعقل یا اپنی روحانی قوت کے ذریعہ سے علومِ غیبیہ تک رسائی پا سکے۔ یا جتنا مغیبات کا علم دیا ہے ان میں از خود اضافہ کر سکے۔ کیونکہ علومِ غیبیہ کی کنجیاں کسی کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں۔ خواہ کتنی ہی جزئیات وواقعاتِ غیبیہ پر کسی بندے کو مطلع کر دیا گیا ہو۔ تاہم غیب کے خزانے جن کو مفاتح الغیب فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اپنے ہی لئے مخصوص کر رکھے ہیں اور دوسری آیت میں کلی عمومیت کے ساتھ فرمایا کہ زمین وآسمان میں اللہ کے سوا کسی کو علمِ غیب نہیں۔ تیسری آیت میں یہ فرمایا کہ وہ کسی پر اپنے غیب کے خزانے ظاہر نہیں کرتا مگر جس رسول کو جس قدر چاہے پسند فرمائے، غیب کی کوئی بات بذریعہ وحی بتا دیتا ہے۔ اس وحی کے ساتھ فرشتوں کے پہرے دار چوکیاں رکھی جاتی ہیں کہ کسی طرف سے شیطان اس میں دخل نہ کرنے پائے۔ اور رسول کا اپنا نفس بھی کسی قسم کی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔ اسی بنا پر انبیا کی وحی کو خطا سے

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تصوف، تدبیر، تسخیر یا اور کوئی لفظ جو اس معنی کے لئے تم
استعمال کرو گے اس کے بھی دو الگ الگ مراتب کا انسان کو احساس
ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے اعضاء و جوارح اور قو
کے استعمال سے یا دوسرے مادی وسائل و ذرائع کی مدد سے کسی کام کی
تدبیر یا انتظام کرتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ اس انتظام اور تدبیر کی استعداد اس میں کسی نہ کسی
پہلو سے موجود ہے دوسرے لفظوں میں بھی اسی قسم کی استعداد موجود ہے دوسرا مرتبہ تکوین اور تخلیق کے معنی میں

(بقیہ از صفحہ ۳۵)

رسول کا اپنا نفس بھی کسی قسم کی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔ اسی بنا پر انبیاء کی وحی کو خطا سے
معصوم اور پاک سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء کے علوم و اخبار میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش
نہیں ہوتی، اولیاء اللہ کے الہام اور کشف میں عصمۃ عن الخطا نہیں ہوتی۔ انبیاء کی
اور اولیاء اللہ کے الہام میں یہی فرق ہے کہ کشف و الہام ایک قسم کا وجدان ہے
جو نفس کو حاصل ہوتا ہے لیکن یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس وجدان
کا مبداء کیا ہے۔ بخلاف وحی کے کہ اس میں علم کا مبداء پورے طور پر معلوم ہوتا ہے
یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور غیر کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اسلئے حضرت مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ
نے اپنی متعدد تصانیف میں فرمایا ہے کہ ولی اللہ کو اپنے کشف و الہام کو کتاب اللہ
سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ اگر ان کے مخالف
نہ ہو تو غنیمت سمجھے ورنہ بے تکلف رد کر دے۔ (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یعنی ایسی تدبیر اور ایسا تصرف کسی کیفیت جسمانیہ کے واسطہ کے بغیر یا کسی دوسرے مادی ذریعہ کے بغیر یا فوق العادہ محض ذاتی ارادہ کے تحت حاصل ہوا۔ اسی کی طرف قرآن کریم میں اشارہ کیا گیا ہے۔ "إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔"

یعنی اللہ کے حکم نافذ ہونے کی یہ کیفیت ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔"

یہی حال عظمت و شرف اور قوت کا ہے۔ انسان اس کے بھی دو درجوں میں امتیاز کرتا ہے۔ ایک درجہ ایسی عظمت اور بزرگی کا ہے جیسی بادشاہ کو رعیت کے مقابلہ میں حاصل ہے کہ بادشاہ کے پاس نوکر چاکر ہیں۔ فوج ہے، جو اس کے حکم پر حرکت کرتی ہے۔ اسی طرح کی عظمت اور بڑائی پہلوان کو ایک کمزور انسان کے مقابلہ میں اور استاد کو شاگرد کے مقابلہ میں حاصل ہوتی ہے۔ ان سب میں اصل حقیقت کے لحاظ سے ہر انسان اپنے آپ میں یہ استعداد پاتا ہے کہ وہ کمالات حاصل کر کے وہی بڑائی اور عظمت حاصل کرے جو دوسروں کو حاصل ہے۔ دوسرا درجہ عظمت و بڑائی کا یہ ہے جو کسی انسان میں نہیں پایا جاتا بجز ایسی ہستی کے جن کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرک کس قسم کی غلطی کا نتیجہ ہے؟

اس راز کی تفتیش میں کوشش کیے جاؤ تمہیں یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے گا کہ جو شخص بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ تمام مخلوقات و ممکنات کا سلسلہ ایک ایسی ہستی پر ختم ہوتا ہے جو غیر کی محتاج نہیں، اسے مجبوراً صفاتِ مذکورہ بالا میں دو مختلف درجے تسلیم کرنے پڑیں گے ایک وہ درجہ جو اس ذاتِ اقدس کے لئے ہے جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے اور دوسرا وہ درجہ جو اس شخص اور اس کے دوسرے ابنائے جنس کے لئے ہے۔

اب دیکھو کہ غلطی کہاں واقع ہوتی ہے۔ اول تو ان دونوں درجوں کے لئے جو الفاظ عرفِ عام میں استعمال کئے جاتے ہیں وہ قریب قریب ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ اس لئے شرائع الٰہیہ کے نصوص کو اکثر غلط معنوں پر محمول کر دیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کبھی کسی برگزیدہ انسان یا فرشتہ سے کوئی ایسا کام ظہور میں آتا ہے جس کو وہ اس جیسی ہستی سے بعید نظر آتا ہے تو وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اپنی جہالت اور بے بصیرتی کی بناء پر خدائی زندگی اور الٰہی قدرت و تصرّف کی نسبت اس انسان کی طرف کر دیتا ہے۔

غرض انہی وجوہ سے یعنی اللہ تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں سے تشبیہ دینے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض کو خدائی مرتبہ تک پہنچانے سے اس قسم کی غلطیاں سرزد ہوئیں
کہیں خدائے پاک کی طرف ایسے نقائص منسوب کئے گئے جو مخلوقات کی
خصوصیات میں سے ہیں۔ کہیں نجوم و کواکب کو ایسی صفات سے متصف قرار
دیا جو خداوند تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں اور کہیں اللہ کے نیک بندوں کو
خدائی کا درجہ دیا گیا۔ محض اس لئے کہ ان سے بعض خرق عادت باتیں ظہور میں آئیں
یا بعض امور کا ان کو کشف ہوا، یا ان کی بعض دعائیں قبول ہوگئیں۔

یاد رکھو ہر نبی جو کسی قوم میں مقبول ہوا، اس کے ذمہ حق تعالیٰ کی
طرف سے یہ فرض عائد کیا گیا کہ لوگوں کو شرک باللہ کی حقیقت سمجھائے
اور دونوں درجوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ کردے اور توحید
کی اس طرح تعلیم دے کہ خداوند تعالیٰ کا بالا و برتر مقام واضح طور پر اس کی ذات
اقدس کے لئے مخصوص ہو جائے اور ایسے الفاظ جو دونوں درجوں کے
لئے متقارب اور ملتے جلتے ہوں، ان میں بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کی ارفع و اعلیٰ
شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کو ملحوظ رکھیں۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک طبیب سے فرمایا "تم محض رفیق ہو، اصل طبیب اللہ ہی ہے"۔
ایک دوسرے موقعے پر ارشاد فرمایا[1] "اَلسَّیِّدُ ہُوَ اللہُ" یعنی سید کا اطلاق
اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

---

[1] مسند امام احمد اور سنن ابی داؤد میں پوری روایت یوں ہے کہ مطرف بن عبداللہ
(بقیہ بر صفحہ ۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۲۹)
بن الشخیر کہتے ہیں کہ میں بنی عامر کے ایک وفد کے رکن کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے آپ سے عرض کیا: "اَنْتَ سَیِّدُنَا" "آپ ہمارے سید ہیں" تو آپؐ نے فرمایا: "اَلسَّیِّدُ اللّٰہ"۔ سید کا اطلاق اللہ کے لئے ہے۔ اس کے بعد ہم نے کہا کہ آپ ہم سب میں عظیم المرتبت اور افضل ترین ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "ہاں! یوں کہو۔ یا اس کے کوئی ہم معنی لفظ کہہ سکتے ہو" وفود میں جو لوگ حاضر خدمت اقدس ہوتے تھے ان میں سے اکثر نئے نئے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کے لئے احتیاط کے طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے الفاظ وآداب سے بھی منع فرماتے تھے جن سے کسی قسم کا ادنیٰ میلان بھی شرک کی طرف ہو جاتے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ شروع شروع میں آپ نے مردوں اور عورتوں سب کو زیارت قبور سے منع فرما دیا تھا لیکن جب اسلام راسخ ہو گیا اور عقیدۂ توحید پختہ ہو گیا اور عبادت قبور کا شائبہ تک نہ رہا۔ تب آپ نے زیارت قبور کی اجازت دے دی۔ یہ تفصیل اس لئے لکھی گئی ہے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے انصار سے سعد بن معاذ کے متعلق فرمایا: "قوموا الی سیدکم" یعنی اپنے سید کی طرف کھڑے ہو جاؤ" اور آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے لئے فرمایا: "سیدا کھول اھل الجنۃ" یہ دونوں جنت کے بزرگ عمر لوگوں کے سید ہیں (ترمذی) اور حضرت حسنؓ کے لئے فرمایا۔ "ابنی ھذا سید" میرا یہ بیٹا سید ہے" (بخاری) اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کے لئے فرمایا۔ "سیدا شباب اھل الجنۃ" یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سید ہیں" (ترمذی) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے فرمایا: "سیدۃ نساء اھل الجنۃ" جنت کی تمام عورتوں کی سیدہ (سردار) ہے (صحیحین) اور

(بقیہ بر صفحہ ۳۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین میں تحریف کیسے شروع ہوئی

اللہ کے تمام نبی بڑی وضاحت سے توحید اور شرک کے مدارج بیان کرتے رہے لیکن جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے اور اُن کے بعد اُن کے اصحاب اور ان کے دین کے حامل بھی رخصت ہو جاتے تو ایسے لوگ ان کے جانشین ہوتے جن کا ذکر قرآنِ کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے :۔

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ (مریم۔ ۵۹)

یعنی اُن کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے خدا کی عبادت (نماز) کو ضائع کر دیا اور خواہشاتِ نفسانی کے پیروکار ہو گئے" یہی لوگ تھے جنہوں نے ان متشابہ (ذومعنی الفاظ) کو جو نصوص میں استعمال ہوئے تھے ایسے معنوں پر محمول کیا جو در اصل مراد نہ تھے مثلاً انہوں نے اس محبوبیت اور شفاعت کو جسے اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع میں اپنے خاص بندوں کے لئے ثابت کیا ہے

(بقیہ از صفحہ ۴۰)

غلام کے لئے فرمایا: "ان العبد اذا نصح سیدہ ... الخ" غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھی طرح سے کرے اسے دوگنا ثواب ہوگا (صحیحین) معلوم ہوا کہ سید کا لفظ سردارِ قوم، بزرگ، محترم اور آقا کے معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط معنوں میں استعمال کیا۔ اسی طرح خرقِ عادات اور کشف کے واقعات کو اس پر محمول کیا کہ علمِ مغیبات اور تسخیر و تدبیر جو بعض اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے اس بزرگ کی طرف منتقل ہو گیا ہے جس سے ان کا ظہور ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تدبیرِ عالم، ایجاد و خلق وغیرہ امور سب حق سبحانہٗ و تعالیٰ کیلئے مخصوص ان بزرگوں کا ذرہ برابر کوئی دخل ان امور میں نہیں۔ حق تعالیٰ خود ان تمام امور کا بذریعہ ملائکہ تدبیر و انصرام فرماتے ہیں۔

اس مرض میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں اور ان کے کئی اقسام ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے جلال کو بالکل ہی بھول چکے ہیں اور غلط سے ایسے سرگرداں ہوئے ہیں کہ صرف غیر اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور انہی کی طرف اپنی حاجات اور مرادوں کو لے کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتے۔ اگرچہ عقلی طور پر یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ موجودات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر منتہی ہوتا ہے اور وہی ساری کائنات کا خالق اور موجد ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ بیاحت کبریٰ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور تمام کائنات کا مدبرِ اعلیٰ وہی ہے لیکن وہ اپنے بعض بندوں کو شرف و عظمت سے اس درجہ سرفراز کرتا ہے کہ ان میں الوہیت کی شان پیدا کر دیتا ہے جسکی وجہ سے انہیں خاص خاص امور میں قدرت اور تصرف کے اختیارات بخش دیتا ہے اور مخلوق کے حق میں ان کی سفارشیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک مسئلہ کی نوعیت کچھ اس قسم کی ہوتی ہے جیسے ایک شہنشاہ اپنی سلطنت کے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ میں چھوٹے چھوٹے بادشاہ یا نواب مقرر کرتا ہے اور بڑے بڑے اہم معاملات کو تو اپنے لئے مخصوص رکھتا ہے لیکن باقی معاملات کا انتظام و تدبیر ان چھوٹے چھوٹے بادشاہوں یا نوابوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ لوگ جن بزرگوں کے متعلق اس قسم کے اعتقادات اپنے دل میں قائم کر لیتے ہیں۔ ان کو خدا کا بندہ (عبد) کہتے ہوئے ان کی زبانیں رکتی ہیں[1] کیونکہ انہیں

---

[1] قرآن کریم نے متعدد انبیاء کرام کا ذکر کرتے ہوئے اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ صدیوں کے باطل عقائد کی بنا پر انبیاء کرام کی دعوت توحید کو سن کر ان کی قوموں نے یہی کہا کہ تم جیسا انسان یہ بشر انسان خدا کا رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ خدا کا رسول تو فرشتہ یا کوئی ما فوق البشریت مخلوق ہونی چاہیے۔ سورہ مومنون کا مطالعہ کیجئے (۱) حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا "مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" "یہ تو تمہارے جیسا انسان ہے۔ تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اگر خدا چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے اپنے باپ دادا سے تو کبھی یہ بات نہیں سنی تھی" (مومنون ۲۴) اس کے بعد (۲) حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے یہی کہا "مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ" کہ "یہ تو تمہارے جیسا انسان ہے جس قسم کا تم کھانا کھاتے ہو۔ اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور پانی جو تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے۔ اگر تم نے اپنے ہی جیسے انسان کا کہا مان لیا تو تم بڑے گھاٹے میں رہو گے" (مومنون ۳۳-۳۴) (۳) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں نے کہا "أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا" "کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی حیثیت یہ ہے کہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے غلام ہیں" (مومنون ۴۷) (۴) سورہ ابراہیم میں حق تعالیٰ نے کئی ایک انبیاء کے ذکر میں ان کی قوموں کا یہ قول نقل فرمایا "قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" "وہ بولے تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو تمہارا منشا یہ ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پوجتے آئے ہیں۔ ان کے پوجنے سے ہم کو روک دو" (ابراہیم ۱۰) حق سبحانہ و تعالیٰ نے انبیاء کرام کی زبانی جواب (بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۴۳) سے یہ جواب ذکر فرمایا ہے (۵) قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ" (ابراہیم - ۱۱) "اللہ کے رسولوں نے منکرین سے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تمہارے ہی جیسے انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے نبوت کا احسان کرتا ہے"

اللہ کے برگزیدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اہل کی قوم نے پیغام رسالت قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ (۶) هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "کہ یہ شخص تو تمہارے ہی جیسا انسان ہے، کیا تم آنکھوں دیکھتے جادو کے اثر میں آرہے ہو (انبیاء ۳) اور دوسری جگہ منکرین کا خیال یوں ذکر فرمایا (۷) وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ "یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، کیوں نہیں اس کے پاس کوئی فرشتہ نازل کیا گیا کہ اس کے ساتھ ہو کر لوگوں کو ہدایت کرتا۔ یا اس کی طرف آسمان سے خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا" (سورہ فرقان ۷، ۸) اور سورہ بنی اسرائیل میں کفار کے حربات کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا (۸) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا (بنی اسرائیل - ۹۴)" اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو ان کو ایمان لانے سے اس کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوئی کہ کہنے لگے کہ کیا خدا نے انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے" حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے باطل معتقدات کی تردید میں فرمایا (۹) وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ، وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (سورہ انبیاء - ۷، ۸) "اور ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، اگر تمہیں معلوم نہیں تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو۔ اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے" اور دوسری جگہ یوں جواب ارشاد فرمایا (۱۰) وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ۔

(بقیہ بر صفحہ ۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۳۴۳) (سورہ فرقان - ۲۰) اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔" اور سورہ رعد کے آخر میں فرمایا۔ (۱۱) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ (رعد-۳۸) اور آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے تھے اور ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی تھی" یعنی بشریت کے تقاضے کے مطابق کھانا، پینا، جماع، چلنا، پھرنا اور انسانی حوائج سبھی ان میں تھے اور اس مطالبے کے جواب میں کہ فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا، فرمایا (۱۲) لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا" (سورہ بنی اسرائیل - ۹۵) "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اطمینان سے بستے ہوتے تو ان کے پاس فرشتے ہی رسول بنا کر ہم بھیجتے" اور دوسرے مقام پر یہ فرمایا (۱۳) وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ (الانعام-۸) "اور کہتے ہیں کہ آپ پر فرشتہ کیوں نازل نہ ہوا (جو ان کی تصدیق کرے) اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو ان کا کام (قصہ) ہی تمام ہو جاتا، پھر انہیں مطلق مہلت نہ دی جاتی" کیونکہ فرشتہ اگر اصلی صورت میں آتا تو یہ لوگ قطعاً برداشت نہ کر سکتے۔ فرشتہ کے رعب و ہیبت سے ان کا دم نکل جاتا۔ یہ انبیاء کرام ہی کا ظرف ہوتا ہے جو اصلی صورت میں فرشتہ کی رویت کو برداشت کر سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر ان لوگوں کا ایسا عظیم الشان مطالبہ پورا کر دیا جاتا اور اس پر بھی ایمان نہ لاتیں جیسا کہ ان کے اطوار سے ظاہر ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ کے قانون کے مطابق پھر ان کو قطعاً مہلت نہ دی جاتی اور ایسا عذاب آتا کہ یہ بالکل نیست و نابود ہو جاتے، مگر رحمۃ للعالمین کی بعثت کے بعد ایسا عذاب نہیں دیا جا سکتا، اس لحاظ سے ایسی فرمائشوں کا پورا نہ کرنا ہی عین حکمت سمجھنا چاہیے۔ اس کے بعد یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ فرشتہ اپنی اصل شکل میں بھیجا جانا ممکن نہ تھا تو فرشتہ انسان کی شکل میں بھیج دیا جاتا۔ اس صورت میں لوگ اس سے مانوس ہو کر فیض حاصل کر لیتے۔ اس احتمال یا شبہ کے ازالہ کیلئے

(بقیہ بر صفحہ ۳۴۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۴۵)
(۱۴) وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ۔" (انعام - ۹) "اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے مرد کی صورت میں بھیجتے وہ جو شبہات کرتے ہیں اسی شبہ میں پھر انہیں ڈال دیتے" یعنی جو لوگ دو شبہات ب رسول کے بشر ہونے پر کرتے ہیں وہ فرشتہ کے بصورت انسان آنے پر بدستور کرتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیسا کہ فرمایا ہے ص۳۰ کہ ہر نبی جو کسی قوم میں مبعوث ہوا اس کے ذمہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ فرض عائد کیا گیا کہ لوگوں کو شرک باللہ کی حقیقت سمجھائے اور توحید کی اس طرح تعلیم دے، کہ خداوند تعالیٰ کا بالا و برتر مقام واضح طور پر اس کی ذات اقدس کے لئے مخصوص ہو جائے۔ قرآن کریم نے کفار کے صدیوں کے معتقدات (کہ انسان کبھی رسول بن کر نہیں آسکتا، بلکہ خدا انسان کا روپ دھار کر آتا ہے یا کسی فرشتہ یا دیوتا کو معاذ اللہ فوق البشریت قوتیں دے کر مبعوث فرماتا ہے) ملحوظ رکھتے ہوئے سید المرسلین اور خاتم النبیین علیہ الف الف تحیۃ وسلام کی زبان مبارک سے بشریت کا اعلان کرا دیا۔ (۱۵) "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ" (سورہ کہف - ۱۱۰)

"کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں البتہ میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے" اور دوسرے مقام پر کفار کے عجیب و غریب مطالبات کا ذکر فرمایا، کہ "وہ کہنے لگے ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک یہ نہ کرد کھاؤ، یا تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دو یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو اور اس کے بیچ میں نہریں بہا نکالو، یا جیسا کہ تم کہا کرتے ہو ہم پر آسمان کے ٹکڑے لا گراؤ، یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ، یا تمہارا سونے کا گھر ہو، یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں

(بقیہ بر صفحہ ۴۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۳۶)

گے جب تک کہ کوئی کتاب نہ لاؤ۔ جسے ہم پڑھ بھی سکیں۔ ان سخافات کے جواب میں آپ کو حکم ہوا۔ (۱۶) قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۔ (سورہ بنی اسرائیل۔ ۹۳) آپ کہہ دیجئے کہ سبحان اللہ (کیا کسی پیغمبر کو خدائی اختیارات حاصل ہو سکتے ہیں) میں تو انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں" اور بار بار اسی قسم کے اعلانات کا حق سبحانہ وتعالےٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔ (۱۷) قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ ۔ (احقاف۔ ۹) کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں۔ جو مجھے خدا کی طرف سے آتا ہے" اور فرمایا (۱۸) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ ۔ (احقاف۔ ۹) کہہ دیجئے کہ میں کوئی نیا (انوکھا) رسول نہیں آیا ہوں، اور مجھے معلوم نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا گذرے گی اور نہ یہ معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا گزرے گی۔ میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے" اور دوسری جگہ فرمایا:۔ (۱۹) قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا، قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا، اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۔ (سورہ جن۔ ۲۱، ۲۲) آپ کہہ

(باقی بر صفحہ ۴۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۴۷)

دیجیے کہ میں تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ یہ بھی کہہ دیجیے کہ اگر اللہ کی طرف سے کوئی تکلیف آئے تو مجھے کوئی نہیں بچا سکتا، اور میں اللہ کے سوا کہیں جائے پناہ بھی نہیں رکھتا، ہاں اللہ کے ہاں سے پیغام لینا اور بندوں کو پہنچا دینا" یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے اختیار میں دی ہے اور یہی فرض ہے کہ جس کے ادا کرنے سے میں اس کی حفاظت اور پناہ میں رہ سکتا ہوں۔ اس آیت میں لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہارے نفع نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ دوسری آیت میں اپنے متعلق بھی یہی فرمایا۔)

قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ (اعراف ۱۸۸) "آپ کہہ دیجیے میں اپنے فائدہ اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر غیب کا مجھے علم ہوتا تو بہت کچھ بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی" اس آیت میں سید المرسلین اور خاتم النبیین کو جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزینہ دار تھے اس اعلان کا حکم دیا گیا کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا بس چلتا ہے" یہ وہی حقیقت ہے جس کی طرف حضرت شاہ صاحب نے رہنمائی فرمائی کہ نبی کا فرض ہوتا ہے کہ توحید کی اس طرح تعلیم دے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا جو ارفع و اعلیٰ مقام ہے وہ اس کی ذاتِ اقدس کے لیے مخصوص اور محصور ہو جائے اور مختلف مدارج یا مراتبِ تعظیم اس طرح قائم رہیں کہ نہ رسول کا مرتبہ بڑھا کر الوہیت کے اوصاف ان میں دکھائے جائیں اور نہ

(باقی بر صفحہ ۴۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۴۸)

حق سبحانہ و تعالیٰ کے مرتبۂ الوہیت میں کسی نبی یا رسول کو شریک کیا جاتے۔
بلکہ یہ بہت اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ فرقِ مراتب بیان کرتے ہوئے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح نہ کریں کہ اس سے ادب کے خلاف
کوئی لفظ زبان پر آجائے۔ مثلاً علمِ غیب کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح
کہ اگر کوئی کہہ دے کہ آپؐ غیب و بیب کچھ نہیں جانتے تھے (معاذ اللہ) تو یہ
سوء ادب ہوگا۔ اور آپؐ کی شان میں سُوءِ ادب کفر کی منزل پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ قرآن
کریم میں حق تعالیٰ نے آپ کے متعلق یہ آداب بیان فرمائے ہیں " اپنی آوازیں پیغمبر (صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) کی آواز سے اونچی نہ کرو " اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے
سے زور سے بولتے ہو، اس طرح ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو، ایسا نہ ہو کہ
تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو " (حجرات ۔ ۲) اور فرمایا
" پیغمبر کے بلانے کو ایسا نہ خیال کرنا جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے
ہو " (نور ۔ ۶۳) یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب اور تعظیم سے
بلانا چاہیئے۔ پس یوں کہنا چاہیئے کہ مغیبات کا علم حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہی کو ہے
لیکن اس نے بعض غیب کی باتوں کا علم اپنے رسولِ پاکؐ کو عطا فرمایا ہے یہ تو ہے
تکوینیات کے متعلق، رہا شرعیات کا علم جو انبیائے کرام کے منصب سے متعلق ہے
اس بارہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اولین و آخرین سے بڑھ کر ہے۔
اور وہ علوم و معارف حق تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمائے کہ کسی انسان کی طاقت
نہیں کہ ان سب پر حاوی ہو سکے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام بندوں کے ساتھ مساوی کر دینے کو وہ ان کی توہین سمجھتے ہیں۔ یہی عقیدہ ہے جس کی بنا پر انہوں نے کسی کو ابن اللہ اور کسی کو محبوب خدا کہہ کر ان کو معبود سمجھ کر پکارا اور اپنے آپ کو ان بزرگوں کا بندہ قرار دیا اور اپنے نام عبد المسیح (عیسائیوں نے) اور عبد العزیٰ (مشرکین عرب نے) وغیرہ رکھے۔ یہ عقیدہ عام یہود و نصاریٰ اور مشرکین میں ہے۔ اور اسی میں آج کل امت محمدیہ کے بعض غالی منافق مبتلا نظر آتے ہیں[1]

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں منافق گروہ کی تفصیل بڑی شرح و بسط سے بیان فرمائی ہے جسے ہم بتوضیح فائدہ نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ منافقین دو قسم کے تھے ایک وہ جو زبان سے کلمہ ایمان کہتے تھے مگر ان کا قلب کفر اور سرکشی پر پختہ تھا اور کفر و جحود ان کے دل میں چھپے ہوئے تھے۔ ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا۔ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ "دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں جلیں گے" دوسرا گروہ جس نے اسلام قبول کیا مگر ان کا ایمان ضعیف تھا مثلاً (۱) وہ بیٹھے قوم کی [illegible] [illegible] شد تھے۔ اگر وہ مسلمان ہو جاتے تو یہ بھی مسلمان ہو جاتے [illegible] اور [illegible] وہ کافر رہتے تو یہ بھی کافر رہتے ہیں (۲) یا دنیاوی لذتوں سے ان کے [illegible] پہنچ کر ان کے دل میں خدا اور اس کے رسول کی محبت کے لئے جگہ ہی نہیں باقی رہتی تھی (۳) یا حرص، مال اور حسد و کینہ وغیرہ ان کے دلوں پر اس قدر مسلط ہو گیا تھا کہ اس نے ان کے دلوں میں مناجات اور عبادت کی برکات سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے کوئی گنجائش ہی نہ رہنے دی (۴) یا معمول معاش میں [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21407

(بقیہ از صفحہ ۴۸)

وہ ایسے منہمک ہو گئے تھے کہ ان کو مرتبہ حقیقی الہٰیہ کی امید اور اس کے متعلق فکر کرنے کی فرصت تک باقی نہ رہی تھی۔ (۵) یا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی نسبت بیہودہ خیالات اور رکیک شبہات ان کے قلوب میں گزرتے تھے، لیکن وہ اس حد تک نہ پہنچے تھے کہ وہ اسلامی طوق کو گردن سے نکالیں کہ اس کشمکش سے صاف نکل جائیں۔ منافقین کے ان شبہات کا ایک سبب تو یہ ہوا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بشری اوصاف پائے جاتے تھے اور دوسرا سبب یہ کہ اسلام کا ظہور اس طرح حاکمانہ انداز میں ہوا جس طرح کوئی بادشاہ اطراف کے ملکوں پر چھا جاتے (۶) یا ان کو اپنے قبائل اور گھر والوں کی محبت نے ان کی امداد و تقویت اور تائید پر ایسا ثابت قدم رکھا کہ گو اہل اسلام کے خلاف تو کیوں نہ ہو مگر وہ سعی بلیغ کر کے اسلام کو ضعف پہنچاتے تھے۔

نفاق کی یہ دوسری قسم نفاق عمل اور نفاق اخلاق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب نفاق کی پہلی صورت کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ منجملہ علم غیب سے ہے اور دلی پوشیدہ کرتوں کے مخفی خیالات کی اطلاع نہیں ہو سکتی اور نفاق ثانی کثرت سے پایا جاتا ہے خصوصاً ہمارے زمانہ میں اور حدیث میں جو علامات مذکور ہیں وہ اسی نفاق کی جانب اشارہ ہے۔ حضور نے فرمایا تین خصلتیں جس میں یہ پائی جائیں گی خالص منافق ہو گا۔ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔ اور فرمایا "منافق صرف اپنے پیٹ کی فکر کرتا ہے اور مومن اپنے گھوڑے کی فکر کرتا ہے" خدا تعالیٰ نے ایسے منافقوں کے اخلاق و اعمال کو قرآن مجید میں خوب واضح کیا ہے۔ اور ان ہر دو گروہ کے احوال بکثرت بیان فرماتے ہیں تاکہ تمام امت

(باقی بر صفحہ ۶۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(بقیہ از صفحہ ۔۔)

ان سے احتراز کرے۔

اگر تم کو ان منافقین کے نمونے دیکھنے کا شوق ہے تو امراء کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین کو دیکھو جو امراء کی مرضی کو شارع کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور انصاف کی رو سے ان منافقین میں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ کلام سن کر نفاق پیدا کیا تھا اور ان میں جو اب پیدا ہوتے اور انہوں نے یقینی ذرائع سے احکام شارع کی اطلاع پا کر مخالفت اختیار کی کوئی فرق نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس معقولیوں کی وہ جماعت بھی جن کے دلوں میں بہت سے شکوک اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور جنہوں نے آخرت کو نسیاً منسیاً کر دیا ہے گروہ منافقین میں داخل ہے (حضرت شاہ صاحب کے زمانہ کے فلسفۂ یونانی کے شیدائیوں اور آج کل کے متجددین نو خیز یورپ کی تہذیب و علوم کے دلدادگان میں کوئی فرق نہیں۔ اسی سلسلہ میں کتاب و سنت سے متنفر اسلامی تہذیب سے بیزار اور آخرت میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضری سے غافل بلکہ منکر ہیں۔ ہداہم اللہ۔ مترجم) خلاصہ مطلب یہ کہ آیات کریمہ کی تلاوت کے وقت یہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ اس میں ذکر ایک خاص قوم کا تھا جو گزر چکی بلکہ مصداق حدیث لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ (زمانہ نبوی میں لوگ بنا نفاق کرتے کہ اس کا نمونہ آج بھی موجود ہے) بلکہ مقصود اصلی ان صفات رکیکہ کا بیان کرنا ہے کہ ان حکایات کی خصوصیت مراد نہیں۔ واللہ اعلم۔

www.KitaboSunnat.com

مظنۂ شرک سے بچنے کا حکم

تشریعِ قانونِ اسلامی کا چونکہ یہ بنیادی مسئلہ ہے کہ جس چیز میں برائی کا گمان ہے اس کو اصل برائی کے برابر ہی سمجھا جائے اور اصل برائی کی طرح اس سے منع کیا جاتے۔ اس لئے ہر اس عمل کو جو بظاہر دیکھنے میں مشرکین کے عمل سے مشابہ ہو اور اس میں شرک کا مظنۂ (گمان) پایا جاتا ہو (چاہے اس میں شرک کی نیت نہ ہو) اسے شریعت نے کفر قرار دیا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ بتوں کے سامنے سجدہ کرنا، ان کے نام پر جانور ذبح کرنا، یا ان کے نام کی قسم لینا، یہ سب کفر ہے مگر چونکہ ان حرکات کا مرتکب اپنے دل میں جس کو سجدہ کر رہا ہے یا جس کے نام جانور ذبح کر رہا ہے، اُسے متصرف اور مختارِ حقیقی نہیں سمجھتا۔ اس حقیقت کا انکشاف مجھے اس وقت ہوا، جبکہ مجھے مکاشفے کے طور پر دکھایا گیا، کہ کچھ لوگ ایک زہریلی کھمبی کو سجدہ کر رہے ہیں اور یہ کھمبی اپنی دم کے اندر پرندوں کو ہر وقت حرکت دیتی رہتی ہے، میرے دل میں سوال پیدا ہوا کہ کیا ان لوگوں کے اندر شرک کی تاریکی موجود ہے اور کیا تاریکی فی الواقع ان پر اسی طرح چھا گئی ہے جس طرح بت پرستوں پر چھا گئی ہے؟ دل نے جواب دیا نہیں یہ بت پرستوں کی طرح نہیں ہیں، کیونکہ یہ لوگ کھمبی کو قبلہ بنائے ہوتے ہیں اور انہوں نے تذلل کے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ کو (جو مخلوق کے لئے ہے) دوسرے درجہ کے ساتھ (جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ہے) خلط ملط نہیں کیا، اس کے بعد اصل حقیقت کی طرف مجھے ہدایت فرمائی گئی اور میرا دل اس علم سے بھر دیا گیا کہ شریعت نے اصل شرک کی طرح مظنہ شرک کو بھی حرام قرار دیا ہے اور عبادت کی تمام ظاہری صورتوں کو بھی اصل عبادت کی طرح خداوند تعالیٰ کے لئے مخصوص کر دیا ہے تاکہ لوگ صورت شرک سے حقیقی شرک تک پہنچ جانے کے خطرے سے محفوظ رہیں۔

اقسام شرک

شرک کی حقیقت یہ ہے کہ انسان بعض نامور انسانوں کے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ ان سے جو کمالات وخرق عادات ظہور میں آئے ہیں۔ وہ صرف اس وجہ سے ان سے ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ وہ ان کی صفات کمالیہ میں سے بعض صفات سے متصف ہو گئے ہیں جن کا تعلق کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہو سکتا بلکہ ان کا تعلق واجب الوجود کے لئے مخصوص ہے اور ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی دوسرے میں نہیں پائی جا سکتیں۔ یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ خود ہی کسی کو خلعت الوہیت سے سرفراز فرماتے یا اس کو اپنی ذات میں فنا کر کے اپنی ذات کے ساتھ بقا کی عزت بخشے۔ وغیرہ وغیرہ ایسی ہی جو دوسری خرافات میں سماعت ہوئی اس قسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اعتقادات رکھنے والے اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں حقیقت میں سب کے سب شرک ہیں۔

دیکھئے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مشرکین عرب حج کے لئے آتے تو طواف بیت اللہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں تلبیہ کہتے تھے:۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ إِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ۔

"ہم حاضر ہیں تیری بارگاہ میں حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں بجز اس شریک کے جو تیرا ہے اور تو مالک ہے اس کا بھی اور ان چیزوں کا بھی جن کا وہ مالک ہے۔"

اس طرح مشرک حق تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اپنے ٹھہرائے ہوئے معبود کے سامنے بھی انتہائی تذلل پیش کرتا ہے اور اس کے سامنے وہی آداب تعلیمات بجالاتا ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں بجالاتا ہے۔ شرک کی یہ روح مختلف وسیلوں اور طریقوں کے قالب بدل کر دیکھی جاتی ہے۔ چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا اصل مقصد شرک کی روح کو مٹانا ہے، تاکہ وہ کوئی شکل اور کوئی قالب بھی اختیار نہ کر سکے، اس لئے شریعت خاص طور پر ان تمام صورتوں اور ان تمام قوالب پر ضرب لگاتی ہے جن کو لوگ عام طور پر شرک کی نیت سے اختیار کرتے ہیں اور جن کا بالطبع عام رواج کی وجہ سے روح شرک کے ساتھ انتہائی قوی ہوگیا ہے کہ نیت شرک

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر بھی اگر ان کو اختیار کیا جائے تو ان میں مظنۂ (گمان غالب) شرک ضرور پایا جاتا ہے۔ شریعت ایسی تمام عملی صورتوں کو حرام قرار دیتی ہے۔ کیونکہ یہ شریعت کا ہمہ گیر اصول ہے کہ وہ ہر چیز کی علت مثلاً نمرکو ہی درجہ قرار دیتی ہے جو خود اس چیز کا سبب ہو مثلاً مصلحت اور نیکی کی علت مثلاً زمر خود مصلحت اور نیکی کے برابر سمجھی جاتی ہے اور مفسدہ و شر کی علت لازمہ مفسدہ و شر کے برابر سمجھی جاتی ہے۔

اب ہم اس اصول کی روشنی میں یہ تفصیل نہیں بتلاتے ہیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں کن کن امور کو مظنۂ شرک قرار دے کر ممنوع ٹھہرایا ہے۔

مظنہ ہائے شرک کی تفصیل

(۱) مشرکین چونکہ بتوں اور کواکب کے سامنے ان کا قرب حاصل کرنے کے لئے سجدہ کیا کرتے تھے، اس لئے شریعت مطہرہ نے غیر اللہ کے لئے سجدہ کو قطعاً حرام کر دیا۔ چنانچہ حکم ہوا:۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (حٰم السجدہ)

"تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا کو ہی سجدہ کرو۔ جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان چیزوں کو پیدا کیا اگر تم سچ مچ اسی کی عبادت کرتے ہو۔" (حٰمٓ السجدہ - ۳۷)

چونکہ سجدہ میں اللہ کے ساتھ شریک کرنا شرک فی التدبیر انتظام کائنات کی تدبیر و انصرام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے کے ساتھ لازم و ملزوم ہے جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے اس لئے شرک فی التدبیر سے بچانے کے لئے حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا۔ بعض متکلمین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ توحید عبادت اللہ تعالیٰ کے ان احکام میں سے ایک حکم ہے جو اختلاف شرائع کے ساتھ ساتھ مختلف ہوتے رہے ہیں اور جن کی بنا کسی عقلی دلیل پر نہیں۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں اس لئے کہ اگر یہ صحیح ہوتا تو حق سبحانہٗ متعلق خلق عالم و تدبیر کائنات میں اپنی وحدانیت اور یکتائی کو بطور دلیل پیش کر کے مشرکین کو غیر اللہ کی عبادت کے قصور میں ملزم نہ ٹھہراتا جیسا کہ حق عزوجل نے ارشاد فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ - اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ط اَمَّنْ جَعَلَ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا
رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ
اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ
فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

(النمل ۵۹-۶۴)

"کہہ دیجئے کہ سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، (یہ بتاؤ) بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو یہ لوگ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ بھلا کس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور کس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم ہی نے اس سے سرسبز اور پررونق باغ اگائے، تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور حاکم ہے، ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ حق سے دور جا پڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس میں نہریں جاری کیں۔ اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے بیچ میں اوٹ بنا دی (کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور حاکم ہے، ہرگز نہیں) ان میں سے اکثر سوجھ بوجھ نہیں رکھتے بھلا کون ہے جو بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے۔ اور کون اس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے اور کون تم کو زمین میں اگلوں کا جانشین بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور حاکم ہے، (کوئی نہیں) مگر تم بہت کم غور کرتے ہو، بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے، اور کون ہواؤں کو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور حاکم ہے۔ (ہرگز نہیں) بلکہ اللہ کی شان ان کے شرک سے بہت بلند ہے۔ بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر بار بار اس کو پیدا کرتا رہتا ہے اور کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا حاکم ہے، (ہرگز نہیں) آپ کہہ دیجئے کہ اے مشرکو! اگر تم سچے ہو تو (اپنے شرک کی) کوئی دلیل پیش کرو۔

یہ استدلال جو قرآن کریم میں پیش کیا گیا ہے یہ مشرکین کے مسلمات کی بناء پر ہے کیونکہ وہ اس کا اقرار کرتے تھے کہ کائنات کا پیدا کرنے اور تمام بڑے سے اور اہم امور کی تدبیر و انصرام میں حق تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی مانتے تھے کہ خلق کائنات اور تدبیر عالم بھی وہ ہی صفتیں ہیں جو

www.KitaboSunnat.com

استحقاق عبادت کا موجب ہو سکتی ہیں، یہ دونوں صفات اور عبادت آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اس لئے حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انہی دو صفات کا بار بار مختلف پیرائے میں ذکر فرما کر مشرکین کے مسلمات سے ان پر حجت قائم کر دی۔

غیر اللہ کو پکارنا

(۲) مشرکین اپنی مصیبتوں اور حاجتوں میں اللہ کے سوا اپنے بزرگوں کو پکارتے اور ان سے مدد چاہتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو ان سے شفا چاہتے کہ وہ مریض کو اچھا کر دے۔ کوئی مفلس و تنگدست ہوتا تو ان سے خوشحالی کے لئے التجا کرتے۔ کسی پر کوئی آفت آتی تو ان کو مدد کیلئے پکارتے۔ ان بزرگوں کے نام پر نذر و نیاز دیتے اور توقع رکھتے تھے کہ ان نذروں اور نیازوں سے ان کی حاجتیں پوری ہوں گی اور ان کی مصیبتیں ٹل جائیں گی، ان بزرگوں کے نام جپتے اور اس پر یہ اُمید رکھتے تھے کہ ان ناموں کے ورد سے برکت حاصل ہوگی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان تمام مشرکانہ افعال سے منع کر دیا اور حکم فرمایا کہ اپنی نمازوں میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ "اے پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔" پھر بار بار کہو اور دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا۔ "فَلَا تَدْعُوْا مَعَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہِ اَحَدًا (سورہ جن ـ ۱۸) خدا کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔" اس آیت کریمہ میں دعا سے مراد عبادت نہیں جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال ہے بلکہ دعا کا لفظ اپنے اصل مفہوم "پکارنے" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور

ل؎ قرآن مجید میں کثرت کے ساتھ غیر اللہ سے مرادیں مانگنے اور مصیبت کے وقت پکارنے کے لئے لفظ دعا کا استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:-

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اعراف)

"جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے طرح کے بندے ہیں، اچھا تم ان کو پکارو، اگر سچے ہو، چاہیئے کہ تم کو جواب دیں۔"

(۲) وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ. اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (فاطر ـ ۲)

"جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو کسی چیز کے مالک نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تم سب کے کام کو پہنچ نہ سکیں اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور خدائے باخبر کی طرح تم کو کوئی خبر نہیں دیگا۔" نیز فرمایا:-

(۳) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ

(بقیہ پر صفحہ ۵۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(بقیہ از صفحہ ۵۱)

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ، وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ

(الاحقاف ۴۶: ۵، ۶)

"ان سے کہیے [illegible]

[illegible]

(۲) إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ، مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ۔

(سورۂ حج ۲۲: ۷۳، ۷۴)

"جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ

(باقی برصفحہ ۵۳)

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۵۲)

اس کے لئے سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے، طالب و مطلوب (عابد و معبود) دونوں ضعیف ہیں (افسوس) ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی، نہیں کی"

یہاں پر ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا یا غیر اللہ سے مدد چاہنا کیونکر شرک ہو سکتا ہے جبکہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں ایک دوسرے کو مدد کیلئے پکارتے ہیں اور ایک دوسرے سے مدد چاہتے ہیں۔ مریض حکیم و ڈاکٹر سے مدد چاہتا ہے غریب نادار امیر اور بالادست طبقہ سے اپنی معاش کے لئے مدد چاہتا ہے۔ پیاسا اپنی پیاس بجھانے کے لئے، بھوکا اپنی خوراک کے لئے دوسروں کی مدد چاہتا ہے۔ اسی طرح اپنی حاجات کے حصول، ضروریات کی تکمیل اور مصیبت کے دور کرنے کے لئے اگر بندوں کی امداد سے مدد طلب کی جاتی ہے تو کیا یہ شرک ہے لیکن یہ انتہائی ناواقفیت اور عدم فہمی پر مبنی ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت یوں ہے کہ انسان جب دوسرے انسان کی مدد چاہتا ہے تو وہ ان اسباب کے تحت چاہتا ہے جو خالق کائنات نے قانون قدرت کے تحت عطا کر رکھے ہیں اور وہ ما فوق العادۃ کاموں میں مدد نہیں چاہتا اور یہ جائز ہے۔ بلکہ بعض حالات میں تو یہ مستحب بھی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ-۲) (نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں مدد نہ کیا کرو) دوسری جگہ فرمایا۔ " ... الَّذِیْ نَعَتَیْکُمُ النِّعْمَۃَ (انفال-۲۲) تم اگر وہ

(باقی بر صفحہ ۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت کا صاف اور واضح مفہوم یہ ہے کہ اپنی حاجات کے لئے حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو مت پکارو۔ ذیل کی آیت سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے معنی پکارنے کے ہیں :۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ

(بقیہ از صفحہ ۵۳)

تم سے دین کے معاملہ میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنا لازم ہے) اور حدیث میں ہے۔ " اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا۔" (اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرو۔ وہ ظالم ہے یا مظلوم) یعنی ظالم کو ظلم سے روکو۔ اور مظلوم کو ظلم سے بچاؤ۔ اور فرمایا :۔ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔" (یعنی جب کوئی شخص اپنے بھائی کی مدد میں مصروف ہوتا ہے تو اللہ اس کے کاموں میں اس کا مددگار ہوتا ہے) اسے استعانت عادی یا دعاء عبادی کہتے ہیں۔ اور بزرگوں کی قبروں کی طرف یہ سمجھ کر رجوع کرنا کہ وہ ہماری فریاد یا پکار سن کر یا زندوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ عادی اسباب و وسائل سے بالاتر ہو کر غیبی قدرت کی بناء پر تصرف کر سکتے ہیں اور ما فوق العادۃ طریق پر ہماری حاجت برآری کر سکتے ہیں یہ شرک ہے اور اسے استعانت یا دعاء عبادی کہتے ہیں اور اس کے متعلق قرآن کریم کی آیات تفصیل کے ساتھ لکھ دی گئی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پہلے تصرف، تدبیر اور تسخیر کی تشریح کرتے ہوئے (حقیقت شرک کے عنوان کے ماتحت) اسی مسئلہ کو واضح کیا ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ (انعام - ۴۰، ۴۱)

"آپ کہہ دیجئے ان سے کہ اگر تم پر خدا کا کوئی عذاب آجائے یا قیامت آموجود ہو تو کیا تم ایسی حالت میں خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر سچے ہو (تو بتاؤ) نہیں بلکہ مصیبت کے وقت تم اسی کو پکارتے ہو تو جس مصیبت کے لئے تم اسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دور کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک خدا بناتے ہو، اس وقت انہیں بھول جاتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دینا

(۳) مشرکین اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کو اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا خواہ یہ اولاد قرار دینا حقیقی معنوں میں نہ ہو بلکہ مجازی معنوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ اس مسئلہ کی حقیقت اور اس کا راز ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ارباباً من دون اللہ ٹھہرانا

یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے احبار (علماء) اور رہبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مشائخ) کو ارباباً من دون اللہ ٹھہرا رکھا تھا یعنی ان کا اعتقاد تھا کہ جس چیز کو ان کے علماء اور مشائخ نے حلال ٹھہرایا وہ فی الحقیقت حلال ہے اور جسے حرام بنایا وہ حرام ہے بغرض علماء اور مشائخ کی اندھی تقلید کرنے، انھیں کے بتلائے ہوئے حلال و حرام کو خداوند تعالیٰ کا حکم سمجھتے اور اس بات کی مطلقاً تحقیق نہ کرتے کہ ان کی یہ اپنی رائے ہے یا اللہ تعالیٰ کے کلام سے ماخوذ اور مستنبط ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی: "اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" (یعنی یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء و مشائخ کو اللہ کے سوا رب بنا رکھا ہے) اس آیت کو سن کر حضرت عدیؓ بن حاتم (جو عیسائیوں کے مقتدر پیشوا رہ چکے تھے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نے علماء اور مشائخ کو رب تھوڑا بنا رکھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کیا یہ حقیقت نہیں کہ جس چیز کو احبار و رہبان حلال کہتے تم لوگ اس کو حلال سمجھتے اور جس چیز کو وہ حرام کہتے تم اس کو حرام سمجھتے (قطع نظر اس سے کہ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حکم ہیں یا نہیں) عدی بن حاتمؓ نے عرض کیا، ہاں، یا رسول اللہ ہم لوگ ایسا ہی کرتے تھے، تب آپؐ نے فرمایا کہ علماء و مشائخ کو رب ٹھہرانے کا یہی معنی ہے۔ (بحوالہ ترمذی)

اس میں راز یہ ہے کہ تحلیل (حلال [illegible]) اور تحریم (حرام کرنا) دراصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے تعبیر ہے کہ ملاءِ اعلیٰ (عالم ملکوت) میں یہ بات قرار پاتی ہے کہ فلاں چیز پر مواخذہ کیا جائیگا اور فلاں چیز پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ پھر یہی تکوین کا سبب بن جاتی ہے۔ اس دنیا میں مواخذہ ہونے یا نہ ہونے کا، اور یہ حق جلّ مجدہ ہی کی صفات میں سے ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف تحلیل و تحریم جو منسوب کی جاتی ہے تو اس کا یہ معنی ہے کہ قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی وحی سے آپ نے کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام قرار دیا ہے۔ ہاں امتِ محمدیہ کے مجتہدین کا کسی چیز کو حلال یا کسی چیز کو حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کی تحلیل و تحریم کی طرح قطعی الدلالت نہیں، وہ صرف اس بنا پر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ یا تو مستند ذریعہ سے نصِ شارع پیش کریں، یا کتاب و سنت سے استدلال کر کے کسی حکم کا استنباط کریں، ان دونوں صورتوں کے علاوہ صرف کسی مجتہد کے قول کو حجت سمجھنا اور اس کی بناء پر کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام قرار دینا دراصل مجتہدین حضرات کو "ارباباً من دون اللہ بنانا ہے۔

ایک اہم نکتہ

یہاں پر تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ جب کسی رسول کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجتے ہیں اور اس کی رسالت آیات بینات اور معجزات کے ذریعہ ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ کسی ایسی چیز کو حلال ٹھہرائے جو لوگوں کے نزدیک حرام ہو، ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اس نبی یا رسول پر ایمان رکھتا ہے پھر وہ اللہ کے بتائے ہوئے اس حکم کے قبول کرنے میں کچھ تامل یا ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے اور اپنے لوگوں کے عام خیال کی بناء پر اس حلال کی حرمت کا کچھ میلان اپنے نفس میں رکھتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ وہ اس شریعت کی حقانیت ہی میں اپنے اندر شک رکھتا ہے، اس صورت میں وہ نبی کا کافر اور منکر ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ کہ وہ پہلے حکم کو ناقابلِ نسخ سمجھتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جس بزرگ نے پہلا حکم دیا ہے اس کو حق تعالیٰ نے خلعتِ الوہیت سے سرفراز تھا، یا یہ کہ اس نے اپنی ہستی کو بالکل فنا فی اللہ کر دیا تھا اور اس کو حق تعالیٰ کے ساتھ بقا حاصل ہو گئی تھی، اور اس کا کسی چیز سے منع کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے میں جان و مال کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو تو وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے کیونکہ غیر اللہ کے لئے مقدس غضب اور ناراضگی ثابت کرتا ہے اور اس کو مقدس تحلیل و تحریم کا مالک سمجھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرنا

(۳) مشرک لوگ اپنے بتوں اور معبود ستاروں کے نام پر ان سے تقرب حاصل کرنے اور ان کی رضا جوئی کے لئے جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ اس کی دو صورتیں تھیں، ایک تو یہ کہ وہ بتوں کے نام سے جانوروں کا اعلان کرتے یعنی یہ فلاں بت کے نام نذر ہے۔ دوسری یہ کہ ان معبودوں کے نام پر جو زیارت گاہیں بنائی گئی تھیں وہاں جانور لے جا کر ذبح کیا کرتے تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں کو حرام ٹھہرایا ہے۔

له ذبح لغیر اللہ کا مضمون تشنہ رہے گا اگر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی وہ تحقیق درج نہ کی گئی جو انہوں نے تفسیر عزیزی میں ارشاد فرمائی ہے۔ اس لئے ضروری حصہ درج کیا جاتا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیۂ کریمہ " وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں " کہ وہ جانور جس کے لئے اعلان وشہرت کر دی گئی کہ یہ خدا کے سوا فلاں ہستی کے لئے ہے، یہ غیر خدا، بت ہو یا کوئی خبیث روح جس کے لئے ہندو لوگ بھوگ کے نام سے جانوروں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ یا کوئی جن ہو جو کسی مکان یا سرائے پر مسلط ہو جس کے متعلق یہ خیال ہو کہ کسی جانور کی بھینٹ چڑھائے بغیر اس کی ایذا رسانی سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ یا توپ نہیں چل سکتی، خواہ یہ غیر خدا کوئی پیر ہو یا پیغمبر جن کے نام پر جانور کا اعلان کر دیا گیا ہو سب حرام ہیں اور صحیح حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے: " مَلْعُونٌ

(باقی برصفحہ ۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۵۹)

مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۔ "یعنی جس نے کسی جانور کے ذبح کرنے میں غیر اللہ کا تقرب ظاہر کیا وہ ملعون ہے۔" وہ ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے ہر حالت میں وہ جانور حرام ہے اس لئے کہ جب اس نے یہ کہہ دیا کہ یہ جانور فلاں بزرگ کے نام پر ہے، اب وہ ذبح کے وقت خدا کا نام لے بھی تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے کہ یہ جانور ذبح سے پہلے غیر اللہ کی طرف منسوب ہو گیا اور اس میں ایسا خبث پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مردار کے خبث سے بھی زیادہ ہے اور یہ اس لئے کہ مردار نے خدا کے نام کے بغیر جان دی ہے اور اس جانور کی جان غیر اللہ کی قرار دے کر ذبح کی گئی اور یہ عین شرک ہے۔ جب شرک کا یہ خبث اس جانور میں سرایت کر گیا۔ اب یہ خدا کے نام سے حلال نہیں ہوگا۔ جس طرح کتا اور سوّر خدا کے نام سے ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتا۔

بعض جاہل مسلمان کج فہمی کا ثبوت دیتے ہوئے اس موقعہ پر کہتے ہیں کہ جب گوشت پکا کر مردوں کے نام صدقہ کر دینا بلا شبہ جائز ہے، تو ہم بھی جانور ذبح کرنے سے صرف اسی قدر مقصد رکھتے ہیں کہ ذبح کرکے گوشت کسی فوت شدہ کے نام پر بطور صدقہ کھلایا جائے۔

انہیں مسئلہ کی حقیقت سمجھانے کے لئے ایک نکتہ بیان کر دینا کافی ہے کہ ان سے دریافت کیا جائے کہ اگر سچ مچ جانور ذبح کرنے سے مقصود گوشت حاصل کرنا اور وہ میت کے لئے بطور صدقہ کھلا دینا ہے اور اس سے تمہاری نذر پوری ہو جاتی ہے تو اسی مقدار میں گوشت خرید کر، پکا کر اور فقراء کو کھلا دیا جائے تو کیا وہ نذر جس کی تم نے اپنے دل میں نیت کر رکھی ہے پوری ہو جائے گی۔ اگر یہ لوگ کہیں کہ ہاں واقعی اس طرح نذر پوری ہو جائے گی تو ہم کہیں گے آپ

(بقیہ بر صفحہ ۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ کہ مشرکین اپنے معبودوں کے نام جانوروں کو کھلا چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس فعل کو ان معبودوں کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ قرآن مجید

(بقیہ از صفحہ ۶۰)

سچ کہتے تھے کہ ذبح جانور سے آپ لوگوں کا مقصد صرف غرباء کو گوشت کھلانا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا تھا۔ اگر اس کو قبول نہیں کرتے تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ لوگوں نے ذبح جانور کی نذر تقرب لغیر اللہ کے لئے کی ہے اور اس سے صریح شرک لازم آتا ہے۔ اس آیت کے الفاظ قرآن مجید میں چار مختلف مقامات (بقرہ ۱۷۳، مائدہ ۴، انعام ۱۴۵، نحل ۱۱۵) پھر آئے گئے ہیں اور ہر جگہ "مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" ہی فرمایا گیا ہے۔ نہ کہ "مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ"۔ پس معلوم ہوا کہ ذبح سے پہلے نذر ماننے وقت اس جانور کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنے اور اس کا اعلان کرنے سے کہ فلاں شخص نے فلاں گائے اور فلاں بکری فلاں بزرگ کے نام کی نذر کی ہے۔ بعد ذبح کے وقت خدا کا نام لینے سے وہ جانور حلال نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔ جس طرح زمانہ جاہلیت میں کفار گھر سے نکلتے وقت اور دوران سفر میں بتوں کے نام کا نعرہ لگاتے اور جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو بیت اللہ کا طواف کرتے لیکن ان کا خانہ کعبہ کا طواف ہرگز مقبول بارگاہ الٰہی نہ تھا۔ اسی واسطے یہ حکم دیا گیا "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا" (یہ مشرک ناپاک ہیں، پس اس برس کے بعد خانہ کعبہ کے قریب بھی نہ جانے پائیں) اسی طرح اس میں بھی جبکہ اعلان و شہرت کر دی گئی کہ یہ جانور فلاں شخص کی طرف سے فلاں بزرگ کے نام پر ہے، تو ذبح کے وقت خدا کا نام لے لینے سے حلت مترتب نہیں ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی تردید کی

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (المائدہ ۱۰۳)[۱]

"نہ تو اللہ نے بحیرہ مقرر کیا ہے، نہ سائبہ نہ وصیلہ اور نہ حام بلکہ کافر خدا پر جھوٹ افترا کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔"

---

[۱] صحیح بخاری میں بروایت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بحیرہ وغیرہ کی یہ تشریح کی گئی ہے: بحیرہ: جس جانور کا دودھ بتوں کے نام کر دیتے تھے، کوئی اپنے کام میں نہ لاتا تھا۔ سائبہ: جو جانور بتوں کے نام چھوڑ دیا جاتا تھا۔ (جیسا کہ ہندو سانڈ چھوڑ دیا کرتے ہیں) وصیلہ: جو اونٹنی مسلسل مادہ بچے جنے اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے۔ حام: نر اونٹ جو ایک خاص عدد سے جفتی کر چکا ہوتا اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس پر سواری نہیں کرتے تھے۔ یہ سب چیزیں شعائر شرک میں سے تھیں۔ جس جانور کے گوشت یا دودھ یا سواری وغیرہ سے فائدہ اٹھانے کو اللہ نے جائز اور مباح رکھا اسے حرام قرار دینا اپنے لیے منصب تشریع تجویز کرنا تھا اور ان مشرکانہ رسوم کو حق تعالیٰ کی خوشنودی اور قربت کا ذریعہ سمجھنا خداوند تعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی اور یہ فرمایا کہ ان کے بڑوں کا یہ افتراء علی اللہ تھا اور اکثر بے عقل عوام نے اسے قبول کر لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھانا

(۱) مشرکین کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ بعض بزرگوں کے نام اس درجہ مبارک اور باعظمت ہیں کہ جو شخص ان بزرگوں کے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے اس کے جان و مال پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے تنازعات میں فریقِ مخالف سے انھی بزرگوں کے نام پر حلف اٹھواتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی حرام قرار دیا کہ کوئی غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے خدا کے سوا کسی دوسرے کی قسم اٹھائی، اس نے خدا کے ساتھ شریک ٹھہرایا" بعض محدثین نے اس کو تغلیظ اور تہدید کے معنی پر محمول کیا ہے۔ لیکن میں اس کا قائل نہیں ہوں، میرے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ کسی گذشتہ واقعہ کی شہادت کے لئے، یا آئندہ کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کا یقین دلانے کے لئے غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہے، کیونکہ اس کی تہ میں وہی اعتقاد ہوتا ہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے تب بھی اس میں مظنہ شرک ضرور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کا نام رکھنے میں شرک

(۷) مشرک لوگ اپنے بچوں کا نام عبدالشمس، عبدالعزیٰ اور اسی قسم کے مشرکانہ نام رکھتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اہلِ جاہلیت کی اس مشرکانہ رسم کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

(اعراف - ۱۹۰)

"جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو میاں بیوی دونوں حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ اپنے فضل سے ہمیں صحیح وسالم بچہ عنایت فرمائیں گے تو ہم تیرے شکر گذار ہوں گے، خداوند تعالیٰ جب ان کی تمنا پوری کر دیتا ہے اور صحیح و سالم بچہ عطا فرماتا ہے تو اس کی دی ہوئی چیز میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں (عبدالعزیٰ، عبدالشمس وغیرہ نام رکھتے ہیں) خوب سمجھ لو کہ حق تعالیٰ تمام مراتب شرک سے بالا و برتر ہے"

لہ حضرت شاہ صاحب "فتح الرحمان" میں اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ "ازیں جا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعے است از شرک چنانکہ اہلِ زمانِ ما
(باقی بر صفحہ ۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض روایات[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ حوّا نے اپنے بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا تھا اور یہ شیطان کے بہکانے سے تھا، اسی بنا پر بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے ناموں کو عبداللہ اور عبدالرحمان جیسے ناموں سے بدل دیا۔

بہرحال یہ تمام رسوم جاہلیت جو مذکور ہوئیں یہ وہ قالب اور صحفہ نہیں

(بقیہ از صفحہ ۶۴)

غلام فلاں و عبد فلاں نام نہ رکھیں"۔ یعنی اس آیت سے معلوم ہوا کہ اقسام شرک میں سے یہ بھی ایک شرک ہے کہ نام میں عبدیت غیر اللہ کے لیے ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کے مسلمان غلام فلاں اور عبد فلاں نام رکھتے ہیں" (جیسا کہ غلام رسول عبدالرسول، عبدالحسین یا بندہ علی وغیرہ اور اسی طرح نبی بخش رسول بخش، پیراں دتا، پیراں دتا وغیرہ)

[1] حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عبدالحارث نام رکھنے کی حدیث مرفوع جو ترمذی میں ہے وہ تین وجہ سے معلول ہے اور یہ آثار وہ غالباً اہل کتاب سے ماخوذ ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں ان حکایات میں آدم و حوا کا ذکر نہیں ہے، بلکہ عام انسانوں کی حالت کا ذکر ہے۔ ابتداء میں بے شک حضرت آدمؑ کا ذکر بطور تمہید ہے مگر اس کے بعد مرد و عورت کا ذکر ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہم اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصریؒ کے مذہب پر ہیں۔ کیونکہ اس آیت کا آخری حصہ یہ ہے "فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" اس قسم کے الفاظ حضرت آدمؑ نبی اللہ کے لیے استعمال نہیں ہو سکتے۔ (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن میں شرک کی روح ظہور پذیر ہوتی رہی ہے پس یہ قطعی حرام ہیں۔ شرک کی نیت ہو یا نہ ہو یہی ہے مطلقاً ہائے شرک سے بچنے کا مسئلہ جس کا ذکر شروع میں کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

زیارت گاہوں کا سفر

(۸) غیر اللہ کے لئے حج کرنا بھی مشرکین کی ایک رسم تھی۔ غیر اللہ کے لئے حج سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص مقام کو کسی بزرگ ہستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے متبرک سمجھا جائے اور اس بزرگ ہستی کا قرب یا اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس مقام کی زیارت کیلئے سفر کیا جائے۔ اللہ کی شریعت میں اس کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ" "سوائے تین مساجد کے کسی مقام کی زیارت کے لئے سفر نہ کیا جائے یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ"[۱]

---

[۱] حضرت شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں ہی ایک دوسرے مقام پر ابواب المساجد اسی حدیث کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں "کَانَ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّةِ یَقْصِدُوْنَ مَوَاضِعَ مُعَظَّمَةً بِزَعْمِھِمْ یَزُوْرُوْنَھَا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يتبركون بها وفيه من التحريف والفساد ما لا يخفى، فسد النبي صلى الله عليه وآله وسلم الفساد لئلا يلتحق غير الشعائر بالشعائر ولئلا يصير ذريعة لعبادة غير الله والحق عندي ان القبر ومحل عبادة ولي من اولياء الله والطور كل ذالك سواء في النهي والله اعلم" یعنی اہل جاہلیت ایسے مقامات کی زیارت کے لیے سفر کیا کرتے تھے جنہیں وہ اپنے عقیدہ کے مطابق متبرک سمجھتے تھے اس کے مفاسد مخفی نہیں، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تحریف اور فساد کو یہ ارشاد فرما کر روک دیا۔ تاکہ شعائر اللہ (حج بیت اللہ) کے ساتھ غیر شعائر اللہ خلط ملط نہ ہو جائیں اور ہم مرتبہ نہ ہو جائیں اور اس لیے بھی منع فرمایا کہ زیارت گاہوں کا سفر غیر اللہ کی عبادت کا ذریعہ بن جاتا ہے اور میرے نزدیک سچی بات تو یہ ہے کہ کسی بزرگ کی قبر یا کسی ولی اللہ کی چلہ کشی کی جگہ بلکہ طور پہاڑ بھی سب جگہیں اس حدیث کی ممانعت کی ذیل میں آتی ہیں۔

اور اسی باب کے آخر میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قبرستان میں نماز پڑھنے سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے منع فرمایا "ان تتخذ قبور الاحبار والرهبان مساجد بان يسجد لها كالاوثان وهو الشرك الجلي او يتقرب الى الله بالصلوٰة في تلك المقابر وهو الشرك الخفي وهذا مفهوم قوله صلى الله عليه وسلم لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبياءهم مساجد" تاکہ علماء و مشائخ کی قبروں کو عبادت گاہ

(باقی بر صفحہ ۶۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۶۷)

بنا لیا جائے کہ انہیں اس طرح سجدہ کیا جائے جیسا کہ بتوں کو سجدہ کیا جاتا ہے اور یہ شرک جلی (کھلا شرک) ہے، یا علماء و مشائخ کی قبروں کو تقرب الی اللہ کی جگہ سمجھ کر وہاں نماز پڑھی جائے اور یہ شرک خفی (چھپا ہوا شرک) ہے اور یہی مفہوم ہے اس حدیث کا، آپؐ نے فرمایا "خدا کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا"

نیز حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفہیمات جلد دوم صفحہ ۴۵ میں فرماتے ہیں:- "جو لوگ اپنی حاجات طلب کرنے کے لئے خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ یا سالار مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں، وہ ایک ایسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے۔

کیا ان کی حالت ان لوگوں کی سی نہیں جو بتوں کی پوجا کرتے تھے یا جولات و عزیٰ کو پکارتے تھے۔

ان مشرکین کا فعل آخر کس طرح ان لوگوں سے مختلف تھا، البتہ ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں۔ کیونکہ خاص ان کے معاملہ میں شارع کی کوئی نص موجود نہیں ہے، مگر اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے سے اپنی حاجتیں طلب کرتا ہے وہ بہت بڑے گناہ میں مبتلا ہے"۔

اور تفہیمات جلد دوم صفحہ ۱۴۴ میں یہ حدیث ذکر کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم مسلمان آخر کار اپنے سے پہلی امتوں کے طور طریقے اختیار کر لوگے، اور ٹھیک ان کے نقش قدم پر چلو گے۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی ان کے پیچھے جاؤ گے صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! پہلی امتوں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟

(باقی بر صفحہ ۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بقیہ از صفحہ ۶۸)

آپ نے فرمایا اور کون؟"

اس کے بعد فرماتے ہیں "سچ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم نے اپنی آنکھوں سے وہ ضعیف الایمان مسلمان دیکھے ہیں جنہوں نے علماء کو ارباباً من دون اللہ بنا رکھا ہے اور یہود و نصاریٰ کی طرح اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے۔ ہم نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو شارع علیہ السلام کے کلام میں تحریف کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ حدیث منسوب کرتے ہیں کہ نیک لوگ تو اللہ کیلئے ہیں اور گناہگار میرے لئے"۔ یہ اسی قسم کی بات ہے جیسی یہود کہا کرتے تھے کہ۔ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً" (ہم لوگ دوزخ میں نہیں جائیں گے اور اگر گئے بھی تو بس چند روز کیلئے) سچ پوچھو تو آج ہر گروہ میں دین کی تحریف پھیل ہوئی ہے۔ صوفیاء کو دیکھو تو ایسے ایسے اقوال ان میں زبان زد ہیں جن کو قرآن و حدیث سے کوئی مناسبت ہی نہیں خصوصاً مسئلہ توحید میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی انہیں مطلق پرواہ ہی نہیں ہے فقہاء کو دیکھو تو ان کے ہاں اکثر ایسی باتیں ملتی ہیں جن کے اصل اور ماخذ کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہاں سے یہ مسائل لئے گئے ہیں۔ مثلاً حوض کے پانی کا مسئلہ کہ دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لمبا حوض ہو تو اس کا پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور کنوؤں کی طہارت کا مسئلہ (کہ کسی جانور کے گرنے پر کتنے ڈول نکالے جائیں) رہے منطقی و فلسفی، شعراء، ارباب دولت و ثروت اور عوام تو ان کی تحریفات کا ذکر کہاں تک کیا جائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاہِرًا وَّبَاطِنًا وَّصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر 21467

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ